تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور (دوسروں) کو سکھایا
(بخاری، 410/3، حدیث: 5027)

دُرست مخارج سے قُرآنِ پاک پڑھنے میں مُعاون قواعدِ تجوید پر مشتمل درجہ حفظ کے طلبہ کے لیے ایک مفید کتاب

تعلیمُ التجوید

Qari Mohammad Iqbal Sialvi
قاری محمد اقبال سیالوی ڈیرہ غازیخان

تالیف

قاری محمد اقبال سیالوی

(فاضلِ تجوید وقرأت)

فہرست مضامین

ابتدائیہ	مضامین	صفحہ نمبر
	تعوّذ، تسمیہ اور تلاوت کا بیان	23
چھٹا درس		
	مخارِج کا بیان	31
	دانتوں کا بیان	32
	مخارِج کی اقسام	35
ساتواں درس		
	حُروف کی صِفات کا بیان	39
آٹھواں درس		
	صفاتِ عارضہ کا بیان	51
	تفخیم وترقیق کا بیان	52
	الف کی تفخیم وترقیق کے قواعد	52
	ل کی تفخیم وترقیق کے قواعد	52
	ر کی تفخیم وترقیق کے قواعد	53
	نون ساکن ومشدد کے قواعد	56
	میم ساکن ومشدد کے قواعد	59
نواں درس		
	اِدغام کا بیان	60
دسواں درس		
	لام تعریف کے اظہار وادغام کے قواعد	64

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

انتساب

فقیر اپنی اس ناچیز کاوش کو اپنے پیارے والد محترم جناب اللہ یار سیال مرحوم کے نام منسوب کرتا ہے۔ جو مجھ جیسے بے نام کو نام کمانے کی دُعائیں دے گئے۔ جن کے علم و فضل سے اشاعت تعلیم دین کی توفیق نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

فَقِیر مُحَمَّد اقبال سیالوی

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ ۲۳ ستمبر ۲۰۰۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے اور بے پایاں لطف و کرم ہے جس نے "تَعۡلِیۡمُ التَّجۡوِیۡد" تالیف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تجوید کے مقدس اور نازک موضوع پر خامہ فرسائی کرنا اگرچہ اپنی کم علمی کا چراغ جلا کر آفتاب کو دکھانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ تجوید کے موضوع پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن دل میں یہ خیال آتا تھا کہ تجوید و قرأت کے ابتدائی طلباء و طالبات کو پڑھانے میں جو کچھ سیکھا ہے "تَعۡلِیۡمُ التَّجۡوِیۡد" کے نام سے کتاب لکھ دوں۔ پس فقیر نے کتاب ہذا میں تجوید کے مسائل کو مشکل الفاظ کی بجائے آسان اور عام فہم انداز میں لکھ دیا ہے۔ اس کتاب سے مکمل طور پر مستفید ہونے کیلئے اس کتاب کو کم از کم پانچ چھ مرتبہ پڑھ لیں تو یقینا حیرت انگیز طور پر آپ کو تجوید کے مشکل مسائل کی سمجھ آجائے گی۔ ابتدائی طلباء کیلئے یہ کتاب انتہائی مفید ہے۔ وہ طالب علم اور شعبہء تجوید و قرأت کے اُساتِذہ کرام جو تجوید کے مشکل مسائل کو عام فہم انداز میں جاننا چاہتے ہیں ان کیلئے یہ کتاب بے حد مفید ہے کیونکہ اس کا بنیادی مقصد ہی تجوید کے مشکل مسائل کو آسان اور عام فہم انداز میں بیان کرنا ہے۔

یہ کتاب ان طلباء کیلئے بے حد مفید ہے جنھوں نے ابھی ابھی حفظ مکمل کیا اور تجوید و قرأت پڑھنے کے خواہش مند ہیں اور ایسے ابتدائی طلباء جو کہ دینی مدارس میں داخلہ لینے کے باوجود تجوید کے مشکل مسائل کو سمجھ نہ سکے ہوں۔ وہ خواتین، بچے، نوجوان اور عمر رسیدہ بزرگ، جو گھر پر ہی تجوید و قرأت کے سیکھنے کے خواہش مند ہوں۔ ان کیلئے یہ کتاب بے حد مفید ہے۔ اس کتاب میں تجوید کے مشکل مسائل کی درستگی کا خاص خیال رکھا گیا ہے تاکہ ابتدائی طلباء کو کسی قسم کی کمی کا کوئی احساس نہ ہو۔

طالب دُعا: خادم القُرآن فقیر مُحمّد اقبال سیالوی

عرضِ مؤلّف

قاری محمد اقبال سیالوی کی طرف سے "تعَلِیمُ التَّجوِیدِ" تجوید وقرأت کے ابتدائی طلباء وطالبات کیلئے پیش خدمت ہے۔ بندۂ ناچیز ربّ العزت کے اس احسان عظیم کا ہزار ہزار شکر گزار ہے کہ اس نے میری قلم میں یہ زور پیدا کیا کہ آج بندۂ ناچیز اپنی قلم کے ذریعے خادم القرآن کی حیثیت سے " تعَلِیمُ التَّجوِیدِ" تالیف کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

جس وقت فقیر نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تھا، تو اُس وقت میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ بندۂ ناچیز "تعَلِیمُ التَّجوِیدِ" تالیف کریگا۔ اور میری یہ تالیف تجوید وقرأت کے ابتدائی طلباء وطالبات میں مقبول عام ہوگی۔ مگر یہ سب استاذ العلمآء شارح بخاری علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ (ستارۂ اِمتیاز حکُومت پاکستان) کا فیض ہے کہ میری یہ تالیف تجوید وقرأت کے ابتدائی طلباء وطالبات کے پیش خدمت ہے۔

میرا "تعَلِیمُ التَّجوِیدِ" تالیف کرنے کا مقصد تجوید وقرأت کے ابتدائی طلباء وطالبات کے سامنے تجوید کے مشکل مسائل کو آسان اور عام فہم انداز میں پیش کرنا ہے۔ تا کہ وہ قرآن کو کریم صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا سیکھ جائیں اور قواعد تجوید سے بھی آگاہ ہو جائیں۔

"تعَلِیمُ التَّجوِیدِ" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے تجوید وقرأت کے ابتدائی طلباء وطالبات ،خواتین ، بچے ،نوجوان اور عمر رسیدہ بزرگوں کیلئے ہے ،جو گھر پر ہی تجوید وقرأت سیکھنا چاہتے ہیں۔ تا کہ انہیں کسی قسم کی مشکل کا احساس نہ ہو۔ کتاب ہذا میں علمِ تجوید،لحن ،حروفِ تہجّی کی پہچان ،حرکات ثلاثہ،تعَوُّذ،تَسمِیَہ ،تلاوت ،مخارج ،صفات لازمہ وعارضہ،الف کی تفخیم وترقیق کے قواعد،ل کی تفخیم وترقیق کے قواعد،ر کی تفخیم وترقیق کے قواعد،نون ساکن ومشدد کے قواعد،ادغام ،لام تعریف کے اظہار وادغام کے قواعد، ہمزہ کے قواعد، مد،اور اس کی وجوہات ،اجتماع ساکنین ،ہائے ضمیر، وقف، رسم الخط، تکبیرات اور الحال والمرتحل ان سب پر بڑی مفصل بحث کی گئی ہے۔ مؤلف اپنی اس ناچیز کاوش کو ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد تک پہنچانا اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہے۔

معلّم کی صفات ومقام

اس بات کو تو سب جانتے ہیں کہ معلّم کی عظمت وبزرگی ایک اٹل حقیقت ہے۔اور ہمارے معاشرے میں ایک معلّم کو بلند مقام حاصل ہے۔ایک صاحب کردار معلّم ہمارے معاشرے کا قیمتی اثاثہ ہے۔کیونکہ وہ قرآن پاک پڑھانے کی خدمات سرانجام دیتا ہے۔بلا شبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جس سینہ میں قرآن مجید محفوظ ہے وہ سینہ اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور جو سینہ قرآن کی لازوال نعمت سے خالی ہے، وہ محض قبرستان ہے۔

حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

خَیْرُ کُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ (صیحح بخاری)

ترجمہ: کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے۔جو قرآن پاک سیکھے اور سکھائے۔

ایک صاحب کردار معلّم میں مندرجہ ذیل صفات ہونی چاہئیں۔

معلّم کو چاہئے کو وہ اپنی شکل وصورت شریعت مُطّہرہ کے مطابق رکھے۔صاف ستھرا اور پاک لباس پہنے اور خلافِ شریعت لباس نہ پہنے۔اپنے شاگردوں سے نرمی سے پیش آئے اور ان میں معلم بننے کا شوق پیدا کرتا رہے۔طلباء کو اپنی اولاد کی طرح جانے اور تعلیم کے سلسلے میں ان کی صحیح رہنمائی کرے۔ان کے تعلیمی اخراجات کا خاص خیال رکھے۔اگر کوئی شاگرد بے ادبی یا شرارت کرتا ہے تو معلّم کو اس پر صبر سے کام لینا چاہئے۔کیونکہ یہ مثل مشہور ہے۔

با ادب با نصیب　　　بے ادب بے نصیب

متعلم کی خوبیاں وآداب

حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ مَشٰی فِیْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ (کنوز الحقائق)

ترجمہ: جس نے علم دین طلب کیا (پڑھنا شروع کردیا) وہ جنت کے باغات میں چل پڑا۔

سَیِّدُ نا حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجھَہُ الکَرِیمَ نے فرمایا۔

جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا میں اس کا غلام ہوں چاہے وہ مجھے فروخت کرے یا غلام بنا کر رکھے مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔

علاّمہ جزری علیہ الرّحمتہ نے منجد المقرئین قلمی میں فرمایا۔

وولیبادر فی شبابہ واوقات عمرہ الی التحصیل ولا یتکف عن احد وجد عندہ فائدۃ

ترجمہ: اپنی جوانی اور دیگر اوقات میں فن کے حاصل کرنے کی جستجو ہونی چاہیے اور جس اُستاذ کے پاس بھی علمی فائدہ نظر آئے اُس سے اِستفادہ کرنے میں اپنی ذِلّت نہ سمجھے۔

ایک اچھے شاگرد میں مندرجہ ذیل خوبیاں ہونی چاہئیں۔

ہمیشہ استاد کا فرمانبردار رہے۔ اور استاد کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آئے ۔ ہر کام وقت پر کرے ۔ اور پڑھائی کے وقت سستی نہ کرے۔ علم دین رضائے الٰہی کیلئے حاصل کرے۔ پانچ وقت نماز با جماعت ادا کرے ۔ حفظ قرآن مکمل کرنے کے بعد اپنے استاذ کو کم از کم ایک پارہ روزانہ منزل سنائے۔ استاد کے سامنے اونچی آواز سے بات نہ کرے ۔ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت سے پیش آئے ۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، گستاخی ، چوری، گالی گلوچ، غلط الزام اور طعنہ بازی سے اپنے آپ کو بچائے۔ ہمیشہ تعمیری سوچ رکھے۔ کیونکہ گستاخ اور بے ادب شاگرد کے دونوں جہان برباد ہو جاتے ہیں۔ متعلم کو چاہئے کہ اس وقت تعظیماً وادباً کھڑا ہو جائے جب اَساتذہ، والدین، اور عالم دین میں سے کوئی بھی صاحب تشریف لائیں۔ کیونکہ یہ مُستحبّ و مُستَحسن ہے۔

شاگرد کی کامیابی کیلئے تین رہنما اصول۔

(۱)　استاد کا ادب واحترام کرے۔

(۲)　اپنا سبق انتہائی محنت کے ساتھ یاد کرے۔

(۳)　اپنی کامیابی کیلئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اساتذہ کرام کی بے ادبی اور گستاخی سے بچائے۔　(آمین ثم آمین)

آدابِ تلاوت قرآن پاک

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:　لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (القرآن)

ترجمہ:　نہیں چھوتے ہیں اس (قرآن) کو مگر پاکیزہ لوگ

ظاہری طریقہ ادب:　قرآن مجید کی تلاوت کے یوں تو بہت آداب ہیں، لیکن درج ذیل باتوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ قرآن کریم کو اہل عرب کے لب ولہجہ میں اور خوش آوازی سے پڑھا جائے۔ مسواک کر کے باوضو ہو کر صاف ستھرا پاک لباس پہن کر قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔ قرآن کریم کی تلاوت اونچی اور صاف جگہ پر بیٹھ کر رخ بقبلہ ہو کر کی جائے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے شروع میں تعوّذ پڑھے۔ اور جب سورت شروع کرے تو تسمیہ پڑھے سوائے سورت براۃ کے۔ تلاوت کے درمیان اجنبی بات اور ہنسنے سے بچا جائے۔ رحمت کی آیت پر خوش ہو، اور عذاب کی آیت پر اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور پناہ مانگے۔ سجدہ والی آیت پر سجدہ کیا جائے۔ قرآن پاک کی تلاوت کے آخر میں صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ پڑھے۔

باطنی طریقہ ادب:　قرآن مجید کی تلاوت کا باطنی ادب یہ ہے کہ تلاوت خلوص نیت سے کی جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہو اور حضور ﷺ راضی ہو جائیں۔ اور دل میں یہ تصوّر ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور تلاوت کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

تجوید کی ضروری اصطلاحات مع تشریح

نام اصطلاح	معنیٰ
اِستِعَاذَہ	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کو ابتدائے تلاوت میں پڑھنا۔
بَسمَلَہ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا پڑھنا۔
مَخَارِج	منہ کے وہ حصے جہاں جہاں سے حروف تہجی ادا ہوتے ہیں۔
حُروفِ تہجی	الف سے ی تک ۲۹ حُروف
حُروفِ مقطعات	سورتوں کے ابتداء میں علیحدہ علیحدہ پڑھے جانے والے حروف
حَرَکت	زبر، زیر، اور پیش کو حرکت کہتے ہیں۔
مُتَحرِّک	جس حرف پر زیر، زبر یا پیش ہو۔
فَتحَہ	زبر کو کہتے ہیں اور جس حرف پر فتحہ ہو اسے مفتوح کہتے ہیں۔
کَسرَہ	زیر کو کہتے ہیں اور جس حرف کے نیچے کسرہ ہو اسے مکسور کہتے ہیں۔
ضَمّہ	پیش کو کہتے ہیں اور جس حرف پر ضمہ ہو اسے مضموم کہتے ہیں۔
سُکُون	جزم کو کہتے ہیں۔ جس حرف پر سکون ہو اسے ساکن کہتے ہیں۔
تَشدِید	شدّ کو کہتے ہیں اور جس حرف پر شدّ ہو اسے مشدّد کہتے ہیں
تنوین	دو زبر، دو زیر، دو پیش کو کہتے ہیں اور جس حرف پر تنوین ہو اسے مُنَوَّن کہتے ہیں۔
مَاقبل	کسی حرف سے پہلے والے حرف کو ماقبل کہتے ہیں۔

نام اصطلاح	معنٰی
مَابَعْد	کسی حرف کے بعد والے حرف کو مابعد کہتے ہیں۔
اِبْتِداء	جس کلمے پر وقف کیا پھر اس سے آگے پڑھنا
اِعَادَہ	جس کلمے پر وقف کیا ربط کلام کیلئے اس سے یا اس سے پہلے والے کلمے سے پڑھنا۔
سکتہ	ٹھہرنا بغیر سانس توڑے
تَفْخِیم	حرف کو پُر پڑھنا
تَرْقِیق	حرف کو باریک پڑھنا
مَدّ	حرف کو اس کی اصلی مقدار سے زیادہ لمبا کر کے پڑھنا
قَصر	حرف کو بغیر مد کے اس کی اصلی مقدار جتنا پڑھنا۔
اِدْغَام	دو حرفوں کو ملا کر ایک کر دینا۔
اِخْفَاء	ادغام اور اظہار کی درمیانی حالت کو اخفاء کہتے ہیں۔
اِظْهار	نون ساکن، نون تنوین اور میم ساکن کو بغیر غُنّہ کے پڑھنا اظہار کہلاتا ہے۔
اِقْلاَب	نون ساکن اور نون تنوین کو میم سے بدل دینا۔
اِبْدَال	ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا۔
تَحقیق	صاف صاف پڑھنا
تَسْهِیل	ہمزہ کو نرم کر کے پڑھنا تسہیل کہلاتا ہے۔

نام اصطلاح	معنٰی
حذف	ایسا ہمزہ جو لکھنے میں آئے لیکن پڑھنے میں نہ آئے۔
غُنّہ	ناک میں آواز لے جا کر پڑھنا۔
اِشباع	اُلٹا پیش کھڑی زیر اور کھڑی زبر کو کہتے ہیں۔
مقطوع	علیحدہ علیحدہ حروف
موصول	ملے ہوئے حروف
مرسوم	لکھا ہوا
اِمالہ	الف کو ی اور زبر کو زیر کی طرف مائل کر کے پڑھنا اِمالہ کہلاتا ہے۔
وَقْف	کسی کلمے کے آخری حرف پر سانس اور آواز دونوں کو روک کر ٹھہرنا اور اگر متحرک ہے تو اسے ساکن کر دینا وقف کہلاتا ہے۔
مَوْقُوْف عَلَیْہ	جس حرف پر وقف کیا جائے اسے موقوف علیہ کہتے ہیں۔
وَقْف بِالْاِسْکَان	جس حرف پر وقف کیا، پھر اس کو ساکن کر دیا۔ ایسا وقف تینوں حرکات پر ہوتا ہے۔
وَقْف بِالرَّوم	جس حرف پر وقف کیا اس حرف کی حرکت کا تہائی حصّہ پڑھنا۔ یہ وقف صرف زیر اور پیش اصلی میں ہوتا ہے۔
وَقْف بِالْاِشمام	جس حرف پر وقف کیا پھر اس کو ساکن کر کے ہونٹوں سے پیش کی طرف اشارہ کرنا۔ یہ وقف صرف ضمہ اصلی میں ہوتا ہے۔
تَرْتِیل	قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔

نام اصطلاح	معنیٰ
حَدَر	تجوید کا خیال رکھ کر جلدی جلدی قرآن مجید پڑھنا۔
تَدْوِیر	ترتیل اور حَدَر کی درمیانی رفتار سے پڑھنا۔

پہلا درس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

علم تجوید کا بیان

یہاں علم تجوید کی تعریف بیان کی گئی ہے۔کوئی بھی علم یا فن شروع کرنے سے پہلے تین باتوں کا معلوم کرنا ضروری ہے۔(۱) اس علم کی تعریف (۲) موضوع (۳) غرض وغایت یعنی مقصد

علم تجوید کی تعریف: علم تجوید وہ علم ہے جس میں حروف کے مَخارِج اور صِفات لازمہ وعارضہ کے ساتھ پڑھنے کے قواعد اور طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

تجوید کا لغوی معنیٰ: تجوید عربی زبان کا لفظ ہے۔جس کے معنیٰ ہیں کسی چیز کو عمدہ کرنا، اچھا کرنا، حسین کرنا، جَوَّدَ الشَّيْءَ اَیْ حَسَّنَهٗ (المنجد)

تجوید کا اِصطلاحی معنیٰ: اصطلاح قراء میں ہر حرف کو اس کے مَخرج سے تمام صفاتِ لازمہ اور صفاتِ عارضہ کا لحاظ رکھتے ہوئے بغیر کسی تکلف اور بناوٹ کے ادا کرنا۔

علمِ تجوید کا موضوع: علم تجوید کا موضوع حروفِ تہجّی الف سے ی تک اُنتیس ۲۹ ہیں انہی حروف سے ہجے کیے جاتے ہیں۔عربی زبان کی بنیاد انھیں ۲۹ حروف پر ہے۔ان کو آپس میں جوڑ کر کلمات بنائے جاتے ہیں۔موضوع کا مطلب ہے کہ کسی علم میں جس چیز پر بحث کی جائے اس چیز کو اس کا علم کا موضوع کہتے ہیں۔

علم تجوید کی غرض وغایت یعنی مقصد: حروف قرآنی کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے۔یہی علم تجوید کا مقصد ہے۔

علمِ تجوید کا فائدہ: رضائے الٰہی ،خوشنودی مصطفیٰ اور سعادتِ دارین ہے۔

علمِ تجوید کا حکم شرعی: (الف) قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا مَایَجُوزُبِهِ الصَّلٰوۃُ (اتنی مقدار کہ جس سے نماز ہوجائے) فرض عین ہے۔

(ب) علم تجوید کو مکمل حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

دوسرا درس

تجوید وقرأت کی اہمیت وضرورت

قرآن مجید کو تمام آئمہ تجوید نے قواعد تجوید کے ساتھ پڑھنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا۔ہمیں چاہئے کہ قرآن مجید کو ہمیشہ قواعد تجوید سے پڑھیں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (المزّمّل)

ترجُمہ:۔ اور قرآنِ مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف پڑھو۔

حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَأَ الْقُرْاٰنُ کَمَا اُنْزِلَ (اِعْلَاءُ السُّنَن)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ قرآن کریم اسی طرح پڑھا جائے جس طرح نازل کیا گیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ترتیل کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے۔

اَلتَّرْتِیْلُ ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ (تفسیر الاتقان)

ترجمہ: ترتیل، حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنا اور اوقاف کا پہچاننا

امام محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے المُقَدِّمَۃُ الْجَزَرِیَّۃ میں فرمایا۔

(۱) وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

ترجمہ: علم تجوید کا حاصل کرنا اور سیکھنا ضروری ہے جو شخص قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے گا گناہ گار ہوگا۔

(۲) لِاَنَّہٗ بِہِ الْاِلٰہُ اَنْزَلَا وَھٰکَذَا مِنْہُ اِلَیْنَا وَصَلَا

ترجمہ: اس لیے کہ اللہ نے قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور اسی طرح (تجوید کے ساتھ وہ قرآن) اس کی جانب سے ہم تک پہنچا ہے۔

کسی ماہر استاد مجود سے علم تجوید پڑھنا اور یاد کرنا ہر عاقل وبالغ مرد وعورت سب مسلمانوں پر بقدر مَایَجُوزُ بِہِ الصَّلٰوۃ فرض عین ہے۔ اگر علم تجوید پڑھنے کیلئے کسی مرد کو اڑتالیس میل کا سفر طے کرنا پڑے تو بھی علم تجوید پڑھنے ضرور جائے۔ علماء کے نزدیک علم تجوید کا سیکھنا، فرض کفایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے۔۔ اس لیے قرآن کریم کو عربوں کے طریقہ پر پڑھا جانا نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم ان کے طریقہ سے حروف کو ادا نہ کریں، تو عربی زُبان بھی ایسی ہے کہ جس میں حروف کے مخارج وصفات لازمہ بدلنے سے معنیٰ بدل جاتا ہے۔ جیسی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (کہو وہ اللہ ایک ہے) کی جگہ کُلْ ھُوَ اللّٰہ

اَحَدٌ (کھاؤوہ اللہ ایک ہے) اسی طرح ضلال (گمراہی وہلاکت) ظلال (سایہ دار چیز) ضرب (مارنا) زرب (مویشیوں کا باڑہ) اس قسم کے سینکڑوں الفاظ ایسے ہیں، جن کی آواز بدلنے سے معنٰی میں بھی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ ان تمام غلطیوں سے بچنے کیلئے ہمیں چاہئے کہ علم تجوید وقرأت سیکھیں تاکہ قرآن کریم صحیح طرح پڑھنا آجائے۔ (آمین)

تیسرا درس

لحن کا بیان

لحن غلطی کو بھی کہتے ہیں اور لب ولہجہ اور آواز کو بھی کہتے ہیں

لحن کی دو قسمیں ہیں (۱) لحنِ جلی (۲) لحنِ خفی

(۱) لحنِ جلی: بڑی اور ظاہری غلطی جیسے مخارج، صفات لازمہ اور حرکات میں غلطی کرنا، لحن جلی کہلاتا ہے یا جس کا ادراک ہر آدمی کر سکے۔

(۲) لحنِ خفی: چھوٹی اور پوشیدہ غلطی کو کہتے ہیں۔ جس کا ادراک ہر آدمی نہیں کر سکتا بلکہ وہی آدمی کر سکتا ہے، جو قواعد تجوید سے واقفیت رکھتا ہو۔

لحنِ جلی اور اس کا حکم

لحنِ جلی کی مندرجہ ذیل پانچ اقسام ہیں۔

(۱) مخارج وصفات لازمہ میں غلطی کرنا۔ یعنی ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دینا ۔جیسے اَلْحَمْدُ کو اَلْھَمْدُ، قُلْ ھُوَ اللہُ کو کُلْ ھُوَ اللہُ اور وَ الصَّیْفِ کو وَ السَّیْف پڑھنا۔

(۲) حَرَکات میں غَلَطِی کرنا۔ یعنی ایک حرکت کی جگہ دوسری حرکت پڑھ دینا۔ جیسے اِھْدِنَا

کو اَھْدِنَا، یَوْمِ الدِّیْنِ کو یَوْمُ الدِّیْنِ اور خَتَمَ اللّٰہُ کو خَتْمُ اللّٰہُ پڑھ دینا۔

(۳) کسی حرف کو زائد کر دینا۔ جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو اَلْحَمْدُوْ لِلّٰھِی، نَسْتَعِیْنُ کو نَسْتَاعِیْنُ اور لَمْ یَلِدْ کو لَمْ یَالِدْ، پڑھنا۔

(۴) کسی حرف کو کم کر دینا۔ جیسے: اِیَّاکَ کو اِیَکَ اور وَلَاتَقْرَبَا کو وَلَاتَقْرَبَ، وَلَمْ یُوْلَدْ کو وَلَمْ یُلَدْ پڑھنا۔

(۵) کسی ساکن حرف کو متحرک کر دینا۔ جیسے اَنْعَمْتَ کو اَنَعَمَتَ، اَرْسَلْنَا کو اَرَسَلَنَا اور خَلَقْنَا کو خَلَقَنَا پڑھنا۔

لحنِ جلی کا حکم شرعی: اس طرح کی غلطیاں کرنے سے کلمات بدل جاتے ہیں اور معنٰی میں تبدیلی آتی ہے۔ جس کی وجہ سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ اس طرح پڑھنا، سننا دونوں حرام ہیں۔

لحنِ خفی اور اس کا حکم

تجوید میں حروف قرآنی کیلئے زینت اور خوبصورتی کے جو قاعدے ہیں۔ ان کے خلاف پڑھنا لحن خفی کہلاتا ہے۔ جیسے حروف کو موٹا پڑھنا تھا تو باریک پڑھ دیا۔ اور ادغام، اقلاب اخفاء میں غنہ کرنا تھا تو غنہ نہیں کیا۔ یعنی صفات عارضہ میں غلطی کرنا۔ اس قسم کی غلطی سے معنٰی میں تبدیلی نہیں آتی اور نہ ہی نماز فاسد ہوتی ہے۔ صرف پڑھنے کی خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن قاری کیلئے ایسی غلطی سے بچنا بھی نہایت ضروری ہے۔ جیسے لفظ اللہ کے ل کا ماقبل مکسور ہو تو باریک پڑھا جاتا ہے۔ اس کو پُر پڑھنا۔ جیسے بِسْمِ اللّٰہِ اسی طرح لفظ اللہ کے ل کا ماقبل مفتوح یا مضموم ہو تو پُر پڑھا جاتا ہے۔ اس کو باریک پڑھنا۔ جیسے کَلِمَ اللّٰہُ، رَسُوْلُ اللّٰہِ اس طرح پڑھنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے

چوتھا درس

حروف تہجّی کی پہچان وحَرَکاتِ ثلاثہ کی تشریح

حروف تہجی کی پہچان: حُروف حرف کی جمع ہے۔حرف کے معنٰی کنارے کے ہیں۔

حروف تہجّی سے مراد الف سے لیکر، ی تک عربی کے ۲۹ حروف ہیں جن کا تلفُّظ عربی میں اس طرح کیا جاتا ہے۔

حُروفِ تہجّی کے پڑھنے کا طریقہ

ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د
الف	با	تا	ثا	جیم	حا	خا	دال
ذ	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط
ذال	را	زا	سین	شین	صاد	ضاد	طا
ظ	ع	غ	ف	ق	ک	ل	م
ظا	عین	غین	فا	قاف	کاف	لام	میم
ن	و	ہ	ء	ی			
نون	واوٗ	ھا	ھمزہ	یا			

کُل عربی حُروف اُنتیس ہیں۔جن کی ترتیب مَخارج کے لحاظ سے اس طرح دی گئی ہے۔

الف	ء	ہ	ع	ح	غ	خ	ق
ک	ج	ش	ی	ض	ل	ن	ر

ط	د	ت	ظ	ذ	ث	ص	ز
س	ف	و	ب	م			

حُروف تہجّی میں پندرہ حروف مئونث ہیں۔

ب	ت	ث	ج	خ	د	ذ	ر
ز	ط	ظ	ف	و	ہ	ی	

اور تیرہ حروف مذکر ہیں۔

ا	ح	س	ش	ص	ض	ع	غ
ق	ک	ل	م	ن			

حَرَکات ثلاثہ کی تشریح

حَرَکات حرکت کی جمع ہے۔ زبر (َ) زیر (ِ) اور پیش (ُ) کو حرکات ثلاثہ کہتے ہیں۔ جس حرف پر حرکت ہو اسے متحرک کہتے ہیں۔ حَرَکات کی ادائیگی اور مقدار

حرکت	معاونت	طریقۂ ادائیگی	مقدار
فتحہ َ	زبر کو کہتے ہیں	یہ حرکت منہ اور آواز کھول کر ادا کی جاتی ہے۔ جیسے تَ	اِس کی مقدار نصف الف کے برابر ہوتی ہے۔
کسرہ ِ	زیر کو کہتے ہیں	یہ حرکت منہ اور آواز کو نیچے کی طرف مائل کر کے ادا کی جاتی ہے۔ جیسے تِ	اِس کی مقدار نصف یائے مدہ کے برابر ہوتی ہے۔

ضمہ ُ	پیش کو کہتے ہیں	یہ حرکت ہونٹوں کو گول کر کے درمیان کھلا چھوڑ کر ادا کی جاتی ہے۔ جیسے ثُ	اِس کی مقدار نصف واؤ مدہ کے برابر ہوتی ہے۔

حرَکات ثلاثہ کی تعریف

زبر(َ) کی تعریف: عربی زبان میں زبر کو فتحہ کو کہتے ہیں۔ فتحہ ہمیشہ حرف کے اُوپر ہوتا ہے۔ جس حرف پر فتحہ ہو اسے مفتوح کہتے ہیں۔ مفتوح حرف کو ادا کرتے وقت منہ اور آواز کھل جاتے ہیں۔ جیسے (ءَ، بَ، حَ، خَ) وغیرہ

فتحہ کی ادائیگی مع مشق جیسے: نَزَلَ رَزَقَ عَمَلَ

زیر(ِ) کی تعریف: عربی زبان میں زیر کو کسرہ کہتے ہیں۔ کسرہ ہمیشہ حرف کے نیچے ہوتا ہے۔ جس حرف پر کسرہ ہو اسے مکسور کہتے ہیں۔ مکسور حرف کو ادا کرتے وقت منہ اور آواز جھک جاتے ہیں۔ جیسے (ءِ، بِ، حِ، خِ) وغیرہ

کسرہ کی ادائیگی مع مشق جیسے: رِزِقِ وِزِنِ سِرِفِ

پیش(ُ) کی تعریف: عربی زبان میں پیش کو ضمہ کہتے ہیں۔ ضمہ ہمیشہ حرف کے اُوپر ہوتا ہے۔ جس حرف پر ضمہ ہو اسے مضموم کہتے ہیں۔ مضموم حرف کو ادا کرتے وقت ہونٹ گول ہو جاتے ہیں۔ جیسے: (ءُ، بُ، حُ، خُ) وغیرہ

ضمہ کی ادائیگی مع مشق جیسے قُبُلُ، رُسُلُ کُتُبُ

نوٹ معلوم ہوا: عربی زبان میں حرَکات ثلاثہ معروف پڑھے جاتے ہیں۔ فتحہ ساتھ انفتاح فم اور صوت کے ساتھ ادا ہوتا ہے۔ کسرہ ساتھ انخفاض فم اور صوت کے ساتھ

اداہوتا ہے۔اور ضمہ انضمام شفتین کے ساتھ اداہوتا ہے۔

تنوین (ً، ٍ، ٌ) کی تشریح: عربی زبان میں دو زبر(ً) دوزیر(ٍ) اور دوپیش(ٌ) کوتنوین کہتے ہیں۔لہذا جس حرف پر تنوین ہو اسے مُنوَّن کہا جاتا ہے۔مُنوَّن حرف کی آواز نون ساکن کی صورت میں ظاہر ہوگی۔ جیسی ءً اَنْ، ءٍ اِنْ، ءٌ اُنْ، بً بَنْ، بٍ بِنْ، بٌ بُنْ

سُکون اور تشدید کا قاعدہ

علامتِ سُکون (ْ): عربی میں جس حرف پر علامت جزم موجود ہو وہ ساکن حرف کہلاتا ہے۔جزم کا معنیٰ قطع کرنا ہے۔جزم والے حرف کو ایک دفعہ پڑھا جاتا ہے۔اور اسے ادا کرتے وقت ایک حرف کے برابر دیر لگتی ہے۔

جیسے: اَسْ، اَلْ، اَنْ اِسْ، اِلْ، اِنْ اُسْ، اُلْ، اُنْ

ساکن حرف کی ادائیگی مع مشق جیسی حِزْبْ، اِنْسَانْ، یَنْصُرْ کُمْ

علامت تشدید (ّ): عربی میں جس حرف پر علامت تشدید موجود ہو وہ مشدّد حرف کہلاتا ہے۔شدّ کا معنیٰ مضبوطی ہے۔یعنی مُشدَّ د حرف کو مضبوطی سے پڑھا جاتا ہے۔شدّ والے حرف کو دو دفعہ پڑھا جاتا ہے۔اور اسے ادا کرتے وقت دو حرف کے برابر دیر لگتی ہے۔

جیسے: اَبَّ، اَنَّ، ثُمَّ

کھڑا زبر، کھڑا زیر، اور اُلٹے پیش کی تشریح

کھڑا زبر (ٰ) کی تعریف: کھڑے زبر (ٰ) میں الف مدّہ کی آواز چھپی

ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی کھڑا زبر(ٰ) ایک الف مدّہ کے قائم مقام ہوتا ہے۔

جیسے: بٰ بَا، جٰ جَا، قٰ قَا

کھڑے زبر کی ادائیگی مع مشق جیسے: مُسْلِمٰتٍ، قٰنِتٰتٍ، عٰبِدٰتٍ

کھڑے زیر(ٖ) کی تعریف: کھڑے زیر(ٖ) میں یائے مدّہ کی آواز چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی کھڑا زیر(ٖ) ایک یائے مدّہ کے قائم مقام ہوتا ہے۔

جیسے: بٖ بِی، جٖ جِی، قٖ قِی

کھڑے زیر کی ادائیگی مع مشق جیسے: اٰیٰتِہٖ، یٰقَوْمِ، یُحْیٖ

اُلٹے پیش(ٗ) کی تعریف: اُلٹے پیش (ٗ) میں واوٴ مدّہ کی آواز چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی الٹا پیش(ٗ) ایک واوٴ مدّہ کے قائم مقام ہوتا ہے۔ جیسے: بٗ بُو

اُلٹے پیش کی ادائیگی مع مشق جیسے: دَاوٗدَ، خِتٰمُہٗ، اَلْوَانُہٗ

نوٹ: قرآن کریم عربی میں ہے۔ اس لیے عربوں کے طریقہ پر پڑھا جانا ضروری ہے۔ اگر حرکات وسکنات اور شد، مد کی ادائیگی علم تجوید کے خلاف ہوئی ہو۔ تو وہ پڑھا جانے والا قرآن کریم مجہول قرآن کہلائے گا۔ کیونکہ قرآن کریم کی عربیت باقی نہیں رہے گی۔ لہذا قرآن کریم کو علم تجوید کے موافق معروف پڑھا جانا ضروری ہے۔

پانچواں درس

تَعَوُّذ، تَسْمِیَہ اور تلاوت کا بیان

تَعَوُّذ: جس وقت بھی قرآن کریم کی تلاوت کا آغاز کیا جائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ

الرَّجِیْمِ پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اَعُوْذُ بِاللّٰہ کا محل ابتدائے تلاوت ہے۔ اور تلاوت کے شروع میں تعوّذ کا پڑھنا واجب ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: فَاِذَاقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (پارہ ۱۴۔ سورۂ نحل)

ترجمہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے پس جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے

تَسْمِیَہ: ہر سورت کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ بسم اللہ کا محل ابتدائے سورت ہے۔ اور ہر سورت کی ابتدا میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ لیکن سورۃ التوبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ بسم اللہ کا یہاں نزول نہیں ہوا۔ اور حضور ﷺ نے سورۃ التوبہ کی ابتداء میں بسم اللہ نہیں لکھوائی۔ اس لئے سورۃ التوبہ کی ابتداء میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔

تعوّذ اور تَسْمِیہ کے مسائل: تعوّذ، تَسمِیّہ اور قرأت کے ملانے اور جدا کرنے کے اعتبار سے تین قسمیں بنتی ہیں۔

(۱) ابتدائے تلاوت ابتدائے سورت سے ہو تو یہاں تعوّذ اور تسمیہ دونوں ضروری ہیں ۔ سوائے سورۃ توبہ کے۔

(۲) ابتدائے تلاوت درمیان سورت سے ہو تو (خواہ سورۃ توبہ کے درمیان سے ہو) یہاں تعوّذ ضروری ہے۔ تسمیہ میں اختیار ہے۔ لیکن تسمیہ پڑھنا افضل ہے۔

(۳) ابتدائے سورت درمیان تلاوت سے ہو تو یہاں تَسمِیّہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۱) ابتدائے تلاوت ابتدائے سورت:

ابتدائے تلاوت ابتدائے سورت میں تعوّذ اور تَسمِیّہ پڑھنے کی چار صورتیں بنتی ہیں۔

(ا) فصلِ کل (۲) وصلِ کل (۳) فصل اوّل وصلِ ثانی (۴) وصلِ اوّل فصل ثانی یہ چاروں جائز ہیں

(ا) فصلِ کُل: یعنی تعوّذ ،تسمیّہ اور سورت کو جدا جدا تین سانسوں میں پڑھنا۔ جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ٥

(۲) وصلِ کُل: یعنی تعوّذ ،تسمیّہ اور سورت کو ملا کر ایک ہی سانس میں پڑھنا ۔جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ٥

(۳) فصلِ اوّل وصل ثانی: یعنی تعوّذ کو علیحدہ ایک سانس میں پڑھنا اور تسمیّہ کو سورت سے ملا کر دوسرے سانس میں پڑھنا۔ جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ٥

(۴) وصلِ اوّل فصل ثانی: یعنی تعوّذ اور تسمیّہ کو ایک سانس میں ملا کر پڑھنا اور سورت کو علیحدہ سانس میں پڑھنا۔ جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ٥

(۲) ابتدائے تلاوت درمیان سورت

یعنی تلاوت کا آغاز کسی سورت کے درمیان سے کیا جائے۔ کسی رکوع یا کسی آیت سے ابتداء کی جائے ۔ یہاں تعوّذ پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اَعوذ باللہ کا محل ابتدائے تلاوت ہے۔ تسمیّہ میں اختیار ہے۔ پڑھو تو ثواب ہے نہ پڑھو تو گناہ نہیں۔ لیکن پڑھنا بہتر ہے۔ اگر تعوّذ کے ساتھ تسمیّہ پڑھی جائے ،تو یہاں چار صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) فصلِ کل (۲) وصلِ کل (۳) فصل اوّل وصلِ ثانی (۴) وصلِ اوّل فصل ثانی جن میں فصلِ کل اور وصل اوّل فصل ثانی یہ جائز ہیں اور باقی دو صورتیں وصل کل اور فصل اوّل وصل ثانی یہ نا جائز ہیں۔

(۱) فصلِ کل: یعنی تعوّذ ، تسمیّہ اور آیت کو جدا جدا کر کے تین سانس میں پڑھنا۔ جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃَ

(۲) وصلِ اوّل فصلِ ثانی: یعنی تعوّذ اور تسمیّہ کو ایک سانس میں پڑھنا اور آیت کو دوسرے سانس میں پڑھنا۔ جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃَ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

(۳) وصلِ کل: جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃَ

فصلِ اوّل وصل ثانی: جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃَ

تعوّذ اور تسمیّہ کا حکم: یہاں تعوّذ ضروری ہے۔ تسمیّہ کے بارے میں اختیار ہے۔ پڑھو تو ثواب، نہ پڑھو تو گناہ نہیں۔

اگر تسمیّہ نہ پڑھیں تو دو صورتیں ہیں۔ یعنی تعوّذ کا آیت کے ساتھ وصل اور فصل دونوں جائز ہیں۔ لیکن جس آیت سے تعوّذ کا وصل کرنا ہے۔ اس کے ابتداء میں اللہ جل جلالہ یا کسی پیغبر علیہ السلام کا نام نہ ہو۔ جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ ط) جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ) یہاں فصل کرنا چاہئے۔

(۳) ابتدائے سورت درمیان تلاوت

یعنی پڑھتے پڑھتے درمیان میں کسی سورت کی ابتداء ہو جائے۔ یہاں تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کی تین صورتیں جائز ہیں۔ اور ایک صورت جائز نہیں ہے۔ اِس صورت میں یہاں سورت شروع ہوتی ہے۔ جو بَسْمَلَه کا محل ہے۔ صرف بَسْمَلَه پڑھیں گے۔

یہاں وصل اور فصل کی چار صورتیں بنتی ہیں۔ (۱) فصلِ کل (۲) وصلِ کل (۳) فصل اوّل وصلِ ثانی (۴) وصلِ اوّل فصل ثانی۔ ان میں فصل اوّل وصل ثانی ناجائز ہے۔

(۱) فصلِ کُل: یعنی ختم ہونے والی سورت کی آخری آیت، بَسْمَلَه اور شروع ہونے والی سورت کی پہلی آیت، تینوں کو جدا جدا سانس میں پڑھنا۔ جیسے: فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ الٓمّٓ ○ اللّٰهُ

(۲) وصلِ کل: یعنی ختم ہونے والی سورت کی آخری آیت بَسْمَلَه اور شروع ہونے والی سورت کی پہلی آیت، تینوں کو ایک سانس میں پڑھنا۔ جیسے: فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الٓمّٓ ○ اللّٰهُ

(۳) فصلِ اوّل وصل ثانی: یعنی ختم ہونے والی سورت کی آخری آیت پر وقف کر کے بَسْمَلَه اور شروع ہونے والی سورت کی پہلی آیت کو ایک سانس میں پڑھنا۔

جیسے: فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ الٓمّٓ ○ اللّٰهُ

(۴) وصلِ اوّل فصل ثانی: یعنی ختم ہونے والی سورت کی آخری آیت اور

بَسْمَلَه کو ایک سانس میں پڑھنا اور شروع ہونے والی سورت کی پہلی آیت کو دوسرے سانس میں پڑھنا۔ یہ صورت نا جائز ہے۔ جیسے: فَانْصُرْ نَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o الٓمّٓ o اللّٰهُ یہ صورت اس لئے نا جائز ہے کیونکہ بَسْمَلَه کا تعلق شروع ہونے والی سورت سے ہے۔ اور وصل اوّل فصل ثانی سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بَسْمَلَه کا تعلق ختم ہونے والی سورت سے ہے۔ اس لئے یہ صورت نا جائز ہے۔

تسمیّہ اور سورۃ براۃ:

اگر ابتدائے سورت درمیان تلاوت سورت براۃ یعنی سورت توبہ سے ہو تو بالاتفاق بَسْمَلَه جائز نہیں۔ ابتدائے سورت براۃ پر تَسْمِیّہ نہ پڑھنے کی وجوہات۔

(۱) اس سورت میں کفّار کے ساتھ جہاد اور قتال کے احکام ہیں۔ اور تسمیّہ آیت رحمت ہے۔

(۲) بعض آئمہ کے نزدیک یہ سورت مستقل سورت نہیں بلکہ سورۃ الانفال کا جزو ہے۔

نوٹ: کچھ قدیمی مصاحف میں متن کے باہر ایک عبارت ،اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْكُفَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ وَالْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وغیرہ لکھی ہوئی ہے ۔اس کا تلاوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اجنبی کلام ہے۔ جو درمیان تلاوت نا جائز ہے

ابتداء سورت براۃ درمیان تلاوت

یعنی پڑھتے پڑھتے درمیان میں سورت براۃ کی ابتداء ہو جائے۔ تو یہاں بالاتفاق بَسْمَلَه نا جائز ہے۔ بَسْمَلَه کے بغیر سورۃ الانفال کی آخری آیت اور سورۃ براۃ کی پہلی آیت کے فصل اور وصل کے اعتبار سے تین صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) فصل　　(۲) وصل　　(۳) سکتہ، یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔

فصل کے ساتھ جیسے: اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ

وصل کے ساتھ جیسے: اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمُ م بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ

سکتہ کرتے ہوئے جیسے: اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمۡ سکتہ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ

نوٹ: اگر ابتدائے تلاوت ابتدائے سورت توبہ سے ہو اور بَسۡمَلَہ نہ پڑھیں تو فصل اور وصل یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

فائدہ:

(۱) اِمام اَبُوبکر عاصمؒ جن کی قرأت سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ ان کے نزدیک تسمیّہ ہر سورت کا جزو ہے۔ لہذا ہر سورت کے شروع میں تسمیّہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک پورے قرآن مجید میں کسی ایک سورت کی ابتداء میں تَسۡمِیہ پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک تَسۡمِیہ جزو ہر سورۃ نہیں بلکہ جزو قرآن ہے۔ اور عمل اس طرح ہوگا۔ کہ جب نماز میں پورا قرآن کریم پڑھیں تو ایک سورت کی ابتداء میں تَسۡمِیہ بلند آواز سے پڑھیں اور باقی سب سورتوں کی ابتداء میں تَسۡمِیہ آہستہ آواز میں پڑھیں۔

کیفیت تلاوت کے تین درجے ہیں۔

علماء تجوید نے قرآن مجید کی تلاوت کے تین درجے مقرر کئے ہیں۔

(۱) ترتیل: یعنی قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اطمینان کے ساتھ تمام قواعد تجوید کا لحاظ کر کے پڑھنا۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے) جیسے قرّاء حضرات جلسہ یا محفل میں تلاوت کرتے ہیں۔

(۲) حَدَر: قرآن مجید کو قواعد تجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے اتنی جلدی جلدی پڑھنا، جس

سے حروف با آسانی ادا کئے جائیں۔ جیسے قرّاء حضرات نماز تراویح اور محافلِ شبینہ میں قرآن مجید پڑھتے ہیں۔

(۳) تدویر: یعنی قرآن مجید کو ترتیل اور حدَر کی درمیانی رفتار سے پڑھنا جیسے قرّاء فرض نمازوں میں پڑھتے ہیں۔

نوٹ: قرآن کریم کو ان تین مراتب کے علاوہ پڑھنے سے حُروف میں کمی بیشی کا اندیشہ ہے

ضروری بات: قرآن مجید کو پڑھنے کا احسن طریقہ یہ ہے کہ پہلے استاد مجود کے پڑھنے کو سنا جائے اور پھر استاد مجود کے سامنے اُسے پڑھا جائے۔

صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے سن کر قرآن مجید کو سیکھا، یعنی حاصل کیا۔ اور حضور ﷺ خود بہ نفس نفیس ہر سال ماہ رمضان شریف میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو قرآن مجید سنایا کرتے تھے۔

علم تجوید و قرأت کی اصل حقیقت تلفظ کی صحیح ادائیگی ہے۔ یعنی ایسا شخص جو قواعد تجوید سے واقفیت نہیں رکھتا، لیکن اس نے استاذ مجود سے کثرت مشق سے اپنی زبان کو صحیح تلفظ کا عادی کیا ہوا ہے۔ اور قواعد تجوید سے تلاوت کرتا ہے، تو اسے اچھا قاری کہا جاتا ہے۔ اور ایسا شخص جو قواعد تجوید سے تو واقفیت رکھتا ہے، لیکن اپنی زبان کو استاذ مجود سے کثرت مشق سے صحیح تلفظ کا عادی نہیں کیا ہوا۔ تو اسے کوئی بھی قاری نہیں کہتا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ تلاوت کرتے وقت تکلف اور بناوٹ پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً منہ ٹیڑھا کرنا۔ تلاوت کرتے وقت پورے جسم کو حرکت دینا۔ ہونٹوں کو بلاوجہ حرکت دینا۔ یہ سب تکلفات اور بناوٹیں ہیں ان سے بچا جائے۔ اور عربی لب ولہجہ میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔ لحن لب ولہجہ اور

آواز کو بھی کہتے ہیں۔جنہیں عربی میں نغمات کہتے ہیں۔ان نغمات کو آج کل کے چند معروف قرأء پڑھتے ہیں، ان میں حسینی، دوکا، مائیہ، حرب، بیعت، سیکہ، حجازی، نہوند قابل ذکر ہیں۔

چھٹا درس

مَخارِج کا بیان

مَخارج مَخرج کی جمع ہے۔جس کا معنٰی ہے، نکلنے کی جگہ۔جن مقامات سے حُروف تہجّی ادا ہوتے ہیں، انہیں مَخارج کہتے ہیں۔حُروف تہجّی کل اُنتیس ہیں۔جن کے مخارج سترہ ہیں۔

- امام خلیلؒ کے نزدیک سترہ ۱۷ مَخارج ہیں۔
- امام سیبویہؒ کے نزدیک سولہ ۱۶ مَخارج ہیں۔انھوں نے جوف دھن کو الگ مخرج بیان نہیں کیا۔
- امام فرّاءؒ کے نزدیک چودہ ۱۴ مخارج ہیں۔انھوں نے جوف دھن کو الگ مخرج بیان نہیں کیا اور لام، نون، را تینوں کا ایک مخرج بیان کیا ہے اس طرح ان کے نزدیک چودہ مخارج ہیں۔

نوٹ: حقیقت میں ان تینوں اماموں کے نزدیک اختلافات نہیں بلکہ تفصیل کا فرق ہے۔

اُصولِ مَخارِج

جن موقعوں سے حروف ادا ہوتے ہیں ان کی تعداد پانچ ہے۔

(۱) جوفِ دھن　(۲) حَلق　(۳) لِسان　(۴) شَفَتین　(۵) خَیشوم

(۱) جوف دھن یعنی منہ کے اندر کا خالی حصّہ، اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں اور یہ ایک مخرج ہے۔ا، و، ی کا ان کو حروف مدہ کہتے ہیں۔

(۲)　حَلق گلے کو کہتے ہیں۔ حَلق کے تین حصّے ہیں ۔ یہاں سے چھ حروف ادا ہوتے ہیں۔ ء ہ، ع ح، غ خ، یہ تین مخارج سے ادا ہوتے ہیں۔

(۳)　لِسان زبان کو کہتے ہیں۔ اس سے اٹھارہ حُروف ادا ہوتے ہیں۔ ق ک، ج ش ی، ض، ل، ن، ر، ت د ط، ث ذ ظ، ز س ص ، یہ دس مَخارج کے حروف ہیں۔

(۴)　شَفَتَین ہونٹوں کو کہتے ہیں۔ ان سے چار حروف ادا ہوتے ہیں۔ ف، ب م و، دو مَخارج سے نکلتے ہیں۔

(۵)　خَیشوم ناک کی ہڈی یا بانسہ، یعنی ناک کی جڑ اور اوپر کی ہڈی کا اندرونی حصّہ ۔اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ یہ صفت دو حروف ن، م، میں پائی جاتی ہے۔ اور مَخرج ان کا ایک ہے۔

غنّہ دو اقسام پر ہے:　(۱) غنّہ آنی　(۲) غنّہ زمانی

(۱)　غنّہ آنی: غنّہ: آنی اسے کہتے ہیں جو ہر حالت میں پایا جاتا ہے اور تھوڑی دیر کیلئے ہوتا ہے۔

(۲)　غنّہ زمانی غنّہ: زمانی اسے کہتے ہیں جو بعض حالتوں میں ہوتا ہے اور کچھ دیر جاری رہتا ہے۔

دانتوں کا بیَان

بعض مَخارج کا تعلق دانتوں سے ہے۔ اس لئے طلباء کو دانتوں اور داڑھوں کے عربی میں نام جاننا بہت ضروری ہیں۔ تا کہ طلباء کو مخارج سمجھنے میں دقت پیش نہ آئے۔ انسان کے منہ میں عموماً کُل بتیس ۳۲ دانت ہوتے ہیں۔ سولہ دانت اوپر کے جبڑے میں اور سولہ دانت نیچے کے جبڑے میں جن میں سے بیس ڈاڑھیں ہیں۔ ان کو عربی میں اَضرَاس کہتے

ہیں۔اور بارہ دانت ہیں۔ان کو عربی میں اَسنان کہتے ہیں۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دانتوں کی اقسام

(۱) ثنایا: ثنایا کے چار دانت ہیں۔سامنے والے دو اوپر اور دو نیچے کے کل چار دانت۔سامنے کے دو اوپر والے دانتوں کو ثنایا علیا کہتے ہیں۔اور سامنے کے دو نیچے والے دانتوں کو ثنایا سُفلٰی کہتے ہیں۔ثنایا کو اس لئے ثنایا کہا جاتا ہے کہ یہ دو اوپر دو نیچے بغیر کسی فاصلہ کے ہوتے ہیں۔

(۲) رُباعیات یا قواطع: رُباعیات کے چار دانت ہیں۔ثنایا کے ساتھ دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک کل چار دانت۔رُباعی کی جمع رُباعیات ہے۔ان کو قواطع بھی کہا جاتا ہے۔کیونکہ ان سے چیزوں کو کاٹا جاتا ہے۔

(۳) اَنیاب یا کواسر: انیاب کے بھی چار دانت ہیں۔ رباعیات کے ساتھ دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک کل چار دانت۔ناب کی جمع انیاب ہے۔ناب کچلی والے لمبے اور نوک دار دانتوں کو کہتے ہیں۔ان کو کواسر بھی کہا جاتا ہے۔کیونکہ ان سے چیزوں کو توڑا جاتا ہے

داڑھوں کی اقسام

(۴) ضواحک: ضواحک کی چار داڑھیں ہیں۔انیاب کے ساتھ دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک کل چار ڈارھیں۔ضاحک کی جمع ضواحک ہے۔جس کا معنی ہنسنے کے ہیں۔کیونکہ جب آدمی ہنستا ہے تو یہی داڑھ ہنستے وقت ظاہر ہوتی ہے۔

(۵) طواحن: طواحن کی بارہ ڈارھیں ہیں۔ضواحک کے ساتھ دائیں بائیں اوپر نیچے تین تین کل بارہ داڑھیں۔طواحن پیسنے والی داڑھیں، جو غذا کو پیستی ہیں۔اور طحن آٹے کو بھی کہا جاتا ہے۔(کیونکہ آٹا بھی گندم کو پیس کر بنایا جاتا ہے)

(٦) نواجذ: نواجذ کی چار داڑھیں ہیں۔طواحن کے ساتھ دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک کل چار داڑھیں۔ان کو ناجذۃ العقل بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ داڑھیں عقل کی تکمیل پر نکلتی ہیں

شعر:

ہے تعدا دانتوں کی کُل تیس اور دو   ثَنایا ہیں چار رُباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار باقی رہے بیس   کہ کہتے ہیں قُرّاء اَضراس اِنھیں کو
ضَواحِک ہیں چار طواحن ہیں بارہ   نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

زُبان کے مختلف حِصّوں کی اقسام

(۱) راس لسان، یعنی زبان کی نوک (۲) طرف لسان ، یعنی زبان کا کنارہ
(۳) حافہ لِسان، یعنی زُبان کا بغلی کنارہ (۴) اقصٰی لِسان یعنی زبان کی جڑھ
(۵) وسطِ لسان یعنی زُبان کا درمیان (٦) ظہر لسان یعنی زبان کی پشت۔

ہونٹوں کے مختلف حِصّوں کی اقسام

(۱) بَحری یعنی ہونٹوں کا تری والا حِصّہ (۲) بَرّی یعنی ہونٹوں کا خشکی کا والا حِصّہ
(۳) ہوائی یعنی ہونٹوں کو گول کرنے پر درمیان کھلا رہے۔

مَخارج کی اقسام

مخارج دو قسم کے ہیں۔ (۱) مخرج محقّق (۲) مخرج مقدّر

(۱) مخرج محقّق : یعنی تحقیق شدہ مقام ۔جس میں حُروف کے نکلنے کا کوئی خاص مقام متعین ہو۔ جیسے: حلق، لسان، شفتین

(۲) مخرج مقدّر: یعنی غیر تحقیق شدہ مقام ۔جس میں حروف کے نکلنے کا کوئی خاص مقام متعین نہ ہو۔ جیسے جوف دھن اور خیشوم

(۱) جوف دھن

اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔اور مخرج ایک ہے۔

پہلا مخرج: جَوفِ دھن، یعنی مُنہ کے اندر کا خلاء اس سے حروف مدّہ، ا، و، ی، ادا ہوتے ہیں۔

(۱) الف ساکن جو بغیر جھٹکے کے ادا ہوتا ہے، جبکہ اس کا ماقبل مفتوح ہو جیسے: حَال

(۲) واوٗ جبکہ ساکن ہو اور ماقبل مضموم ہو جیسی قُوْلُوْا

(۳) یائے جبکہ ساکن ہو اور ماقبل مکسور ہو جیسے: اَجْرِی حُروفِ مدّہ کا مجموعہ نُوْحِیْھَا میں ہے۔

ان حروف کا نام جوفیہ اور ہَوائیہ بھی ہے

(۱) ان کو مدّہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان پر مد بھی کی جاتی ہے

(۲) جوفیہ اس لئے کہ یہ جوف سے ادا ہوتے ہیں

(۳) ہوائیہ اس لئے کہ ان کا اختتام ہوا پر ہوتا ہے۔

(۲) حَلق

حَلق گلے کو کہتے ہیں۔ حَلق کے تین حصّے ہیں۔ یہاں سے چھ حروف ادا ہوتے ہیں۔

دوسرا مخرج: اقصٰی حلق یعنی حلق کا وہ حصّہ جو سینے سے ملا ہوا ہے۔ اس سے دو حروف ہمزہ اور ھا ادا ہوتے ہیں۔ اقصٰی کے معنٰی دور کے ہیں۔

تیسرا مخرج: وسط حَلق، یعنی حلق کا درمیان والا حصّہ اس سے عین اور حا نکلتے ہیں۔

چوتھا مخرج: ادنٰی حلق، یعنی حلق کا وہ اوّل حِصّہ جو مُنہ کی طرف ہے۔ اس سے غین اور خا ادا ہوتے ہیں۔ یہ کل چھ حروف ہیں، ئ، ھ، ع، ح، غ، خ، جو کہ حلق سے ادا ہوتے ہیں ۔اس لئے ان کو حروف حلقی کہتے ہیں۔

(۳) لِسان

لِسان زُبان کو کہتے ہیں۔ اس سے اٹھارہ حروف ادا ہوتے ہیں جن کے دس مخارج ہیں۔

پانچواں مخرج: زُبان کی جڑ اور کوّے کے متصل اوپر کے تالو کا جو نرم حصّہ ہے۔ اس سے قاف ادا ہوتا ہے۔ ق

چھٹا مخرج: ق کے مخرج سے ذرا منہ کی طرف ہٹ کر زبان کی جڑ اور تالُو کا سخت حِصّہ، اس سے کاف ادا ہوتا ہے۔ ک تالو کے آخر میں زبان کی جڑ کے مقابل گوشت کا ایک لمبا سا ٹکڑا جو ہے۔ اس کو عربی میں لہات اور اردو میں کوّا کہتے ہیں۔ ق اور ک لہات کے قریب سے ادا ہوتے ہیں اس لئے ان کا نام لہاتیہ یا لہویہ ہے۔

ساتواں مخرج: وسطِ لسان اور وسطِ تالو، اس سے ج، ش، ی، غیر مدّہ ادا ہوتے ہیں۔ ان تینوں حروف کو باعتبار مخرج شجریہ کہتے ہیں۔ عربی زبان میں شجر منہ کے درمیان کو کہتے ہیں۔

آٹھواں مخرج: حافہءلسان یعنی زبان کا بغلی کنارہ جو داڑھوں کے مقابل ہے۔ اس کے دائیں یا بائیں یا دونوں طرف اوپر والی پانچ داڑھوں کی جڑ سے ض ادا ہوتا ہے۔ اس کو باعتبار مخرج حافیہ کہتے ہیں۔

نانواں مخرج: طرفِ لسان جب ضواحک سے ثنایا علیا تک کے مسوڑھوں پر لگے تو ل ادا ہوتا ہے۔

دسواں مخرج: طرفِ لسان جب انیاب سے ثنایا علیا تک کے مسوڑھوں پر لگے تو ن ادا ہوتا ہے۔

گیارھوں مخرج: نوکِ لسان مع پشت لسان جب ثنایا اور رُباعیات علیا کے مسوڑھوں پر لگے تو ر ادا ہوتا ہے۔ ان تینوں حُروف ل، ن، ر کو طَرَفیّہ اور ذَلقیہ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ حُروف طرف لسان سے ادا ہوتے ہیں۔ طرف کنارہ اور ذلق پھسلن کو کہتے ہیں۔ (کیونکہ یہ حرف کناروں سے پھسل کر ادا ہوتے ہیں۔

بارھواں مخرج: نوکِ لسان اور ثنایا علیا کی جڑیں، یہاں سے ط، د، ت ادا ہوتے ہیں۔ ان حُروف کو باعتبار مخرج نِطعیّہ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ تالو پر جو گڑھے اور شکنیں ہیں، ان کو عربی میں نِطع کہتے ہیں۔

تیرھواں مخرج: نوک لِسان اور ثنایا علیا کے کنارے یہاں سے ظ، ذ، ث ادا ہوتے ہیں۔ ان کو حُروف لِثویَّہ کہتے ہیں۔ یہ حروف مسوڑھوں کے قریب سے ادا ہوتے ہیں۔ لِثہٗ عربی میں مسوڑھے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع لثوث ہے۔

چودھواں مخرج: نوک لِسان اور ثنایا سُفلی کا کنارہ مع اتِّصال ثنایا علیا، اس سے تین حروف ص، ز، س ادا ہوتے ہیں۔ ان کو باعتبار مخرج حُروف اَسَلِیّہ کہتے ہیں۔ اسل زبان کی تیزی کو کہتے ہیں۔ ان حروف کی ادائیگی میں سیٹی کی طرح تیز آواز نکلتی ہے۔ صفیر کے معنیٰ سیٹی کی طرح تیز آواز کا نکلنا۔ ان کو حُروف صفیریہ بھی کہتے ہیں۔

(۴) شفتان

شَفَتَین ہونٹوں کو کہتے ہیں۔ ان سے چار حروف ادا ہوتے ہیں۔ ف، ب، م، و ان کے دو مخارج ہیں

پندرھواں مخرج: نیچے والے ہونٹ کا تری والا حصّہ اور ثنایا علیا کا کنارہ اس سے ف ادا ہوتی ہے۔

سولھواں مخرج: دونوں ہونٹوں سے ب، م، و متحرک و لین ادا ہوتے ہیں۔ لیکن باء دونوں ہونٹوں کے تر حصّہ سے اور میم دونوں ہونٹوں کے خشک حصّہ سے ادا ہوتی ہے۔ واؤ دونوں ہونٹوں کے گول ہو کر نا تمام ملنے سے ادا ہوتی ہے۔ ف، ب، م، و ان چاروں کو حروف شَفَویّہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ شَفَتَین سے ادا ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں ہونٹوں کو شَفَتَین کہتے ہے۔

فائدہ: طلباء کو چاہئے کہ ہر حرف کی حرکات اور سکون کے ساتھ مفردات کی مشق کسی ماہر استاد مجود سے کریں۔ جیسے بَ، بِ، بُ، بً، بٍ، بٌ، اَبْ، اِبْ، اُبْ

(۵) خیشوم

سترھواں مخرج: خیشوم ناک کی ہڈی یا بانسہ، یعنی ناک کی جڑ اور اوپر کی ہڈی کا اندرونی حصہ۔ اس سے غُنَّہ ادا ہوتا ہے۔ یہ صِفت دو حُروف ن، م، کی ذاتی صِفت ہے۔ اور ہر حال میں پائی جاتی ہے۔ عربی میں ناک کے پچھلے سخت حِصّہ کو خیشوم کہتے ہیں۔

نوٹ: اگر کسی حرف کا صحیح مَخرج معلوم کرنا ہو تو اس حرف کو ساکن کر کے اس کے شروع میں ہمزہ متحرک لگا کر ادا کریں۔ جس جگہ سے اس حرف کی آواز نکلے وہ اس حرف کا مخرج ہے۔ لیکن یہ کسی ماہر استاد مجود کی خدمات حاصل کر کے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے۔

جیسے: اَبْ، اَتْ، اَحْ، اَشْ، اَلْ، اَقْ، اَعْ

ساتواں درس

حُرُوف کی صِفات کا بیان

صِفات صِفَتْ کی جمع ہے۔ صِفَتْ کا لغوی معنٰی ہے مَاقَامَ بِالشَّیْئِ یعنی وہ شَیُٔ جو کسی دوسری چیز کے سہارے پر قائم ہو، مستقل نہ ہو۔ جیسے رنگ، حلیہ، قدوقامت، خوبصورتی، علم، جمال، اونچائی، نیچائی، وغیرہ

صِفَتْ کا اصطلاحی معنٰی اس حالت اور کیفیت کے ہیں، جو حرف کو ادا کرتے وقت اس کے مخرج کو یا آواز یا سانس یا زبان کو پیش آئے۔ جس سے حرف کا پُر ہونا یا باریک ہونا،

پست یا بلند ہونا، سخت یا نرم ہونا معلوم ہو۔

اَوّلاً صِفات کی دو اقسام ہیں۔ (۱) صِفاتِ لازمہ (۲) صِفاتِ عارضہ

(۱) صِفاتِ لازمہ کی تعریف:

صِفاتِ لازمہ یعنی ایسی صفات جو حُروف کیلئے ہر وقت ضروری ہوں۔ کبھی بھی وہ حُروف سے جدا نہ ہوں۔ جو حروف میں ہر وقت اور ہر حال میں پائی جائیں۔ ان کو ذَاتِیہٗ، مُمَیِّزَہٗ، اور مُقَوِّمَہٗ بھی کہتے ہیں۔ ذَاتِیہٗ اس لئے کہتے ہیں کہ ان صفات کا تعلق حروف کی ذات سے ہوتا ہے۔ مُمَیِّزَہٗ اس لئے کہتے ہیں کہ ان صفات کی وجہ سے ایک مخرج کے دو حرفوں میں تمیز یعنی فرق کیا جاتا ہے۔ مُقَوِّمَہٗ اس لئے کہتے ہیں کہ ان صفات کی وجہ سے حروف قائم رہتے ہیں۔

صِفاتِ لازمہ کی دو اقسام ہیں: (۱) صِفاتِ لازمہ مُتَضَادَہٗ (۲) صِفاتِ لازمہ غیر مُتَضَادَہٗ

صِفاتِ لازمہ مُتَضَادَہٗ کی تعریف:

صِفاتِ لازمہ مُتَضَادَہٗ سے مراد ایسی دو صِفات ہیں۔ جن کی ضِد موجود ہو۔ یعنی نہ تو وہ دونوں صِفات ایک حرف میں جمع ہو سکیں اور نہ کوئی حرف ان دونوں صِفات سے خالی ہو۔

صِفاتِ لازمہ مُتَضَادَہٗ دس ہیں

نمبر شمار	صِفت کا نام		ضِد کا نام
(۱)	ہمس		جہر
(۲)	شِدَّت	درمیانہ درجہ توسُّط	رِخوت
(۳)	اِستِعلاء		اِستِفال
(۴)	اِطباق		اِنفتاح
(۵)	اِذلاق		اصمات

صِفاتِ لازمہ مُتَضَادَہ کی تفصیل

صِفاتِ لازمہ مُتَضَادَہ کی تعداد دس ہے۔ان کے پانچ جوڑے ہیں۔ ہر جوڑے میں دو متضاد صِفات پائی جاتی ہیں۔ یہ تمام حُروف میں ہر حالت میں پائی جاتی ہیں۔

نمبر۱ صِفت ہمس: ہمس کے لفظی معنیٰ پستی اور ضعف کے ہیں۔جن حُروف میں یہ صِفت پائی جائے وہ مہوسہ کہلاتے ہیں۔ان حروف کے ادا کرتے وقت سانس جاری رہتا ہے۔جس کی وجہ سے آواز پست نکلتی ہے۔ جیسے فَحَدِّثْ کی ث۔ ایسے حروف دس ہیں۔جن کا مجموعہ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ ہے۔

ترجمہ: پس ابھارااس کواس شخص نے جو خاموش تھا۔

نمبر۲ صِفت جہر: جہر کے لفظی معنیٰ بلندی کے ہیں۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ مجہورہ کہلاتے ہیں۔ان حُروف کے ادا کرتے وقت سانس بند ہو جاتا ہے۔جس کی وجہ سے آواز بلند نکلتی ہے جیسی تَاْكُلْ کا ہمزہ۔حُروف مہوسہ کے علاوہ باقی انیس حُروف میں صِفت جہر پائی جاتی ہے۔

نمبر۳ صِفت شِدَّت: شِدَّت کے لفظی معنیٰ سختی اور قوّت کے ہیں۔ جن حُروف میں یہ صفت پائی جائے وہ شدیدہ کہلاتے ہیں۔ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز سختی کے ساتھ بند ہو جاتی ہے۔جس کی وجہ سے حُروف میں سختی پیدا ہوتی ہے۔جیسی اَحَدُ کی د۔ایسے حروف دس ہیں۔جن کا مجموعہ اَجِدُ قَطٍ بَكَتْ ہے۔

ترجمہ: میں نے قط کو ایسی حالت میں پایا کہ وہ رو رہی تھی۔

نمبر۴ صِفت رخوت: رخوت کے لفظی معنیٰ نرمی کے ہیں۔جن حُروف میں یہ صِفت

پائی جائے وہ رخوہ کہلاتے ہیں۔ان حُروف کے ادا کرتے وقت آواز نرمی کے ساتھ جاری رہتی ہے۔جس کی وجہ سے ان حُروف میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے لَتُسۡئَلُنَّ کا س۔حُروف شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی سولہ حروف میں صفت رخوت پائی جاتی ہے۔

توسُّط : توسُّط کے لفظی معنیٰ درمیانی کیفیت کے ہیں۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ متوسطہ کہلاتے ہیں۔ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز نہ تو بالکل بند ہوتی ہے اور نہ بالکل جاری رہتی ہے۔ بلکہ درمیانی حالت رہتی ہے۔ایسے حروف پانچ ہیں۔جن کا مجموعہ لِنۡ عُمَرۡ ہے۔ ترجمہ: اے عمر نرم ہوجا۔

نمبر ۵ صِفت اِستِعۡلاء : اِستِعۡلا کے لفظی معنیٰ ہیں اوپر بلندی کی طرف اٹھنا۔جن حُروف میں یہ صِفت پائی جائے وہ مستعلیہ کہلاتے ہیں۔ان حُروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف بلند ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے اَطۡعَمَهُم کی ط۔ایسے حروف سات ہیں۔جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغۡطٍ قِظۡ ہے۔ترجمہ: تنگ جھونپڑی میں قیام کرلو۔

حُروف مستعلیہ میں تفخیم ہر حال میں لازمی ہے۔ یہ صفت لازمی صفات میں سے ہے۔جو ان حروف میں ہر حال میں پائی جاتی ہے۔خواہ یہ حروف مفتوح،مکسور، یا مضموم ہوں۔ یا ساکن ہوں۔ یا ماقبل کوئی بھی حرکت ہو۔بہر حال حُروف مستعلیہ تفخیم کے ساتھ ادا ہوں گے۔

نمبر ٦ صِفت اِستِفال : استفال کے لفظی معنیٰ ہیں نیچے رہنا۔جن حُروف میں یہ صفت پائی جائے وہ مستفلہ کہلاتے ہیں۔ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف بلند نہیں ہوتی۔جس کی وجہ سے یہ حروف باریک پڑھے جاتے ہیں۔جیسے حِيَلُ

(کے حروف) حروف مستعلیہ کے علاوہ باقی بائیس حروف میں صفت استفال پائی جاتی ہے۔

ان میں سے تین حروف ا، ر، اور اسم اللہ کا ل بعض حالات میں پُر بھی پڑھے جاتے ہیں

نمبر ۷ صِفت اِطباق: اِطباق کے لفظی معنیٰ لپٹنے کے ہیں۔ جن حُروف میں یہ صفت پائی جائے وہ مُطبِقہ کہلاتے ہیں۔ ان حروف کے ادا کرتے وقت زُبان کی جڑ درمیان سمیت تالو سے لپٹ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حروف زیادہ پُر پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے تَطَّلِع کی ط۔ ایسے حروف چار ہیں۔ ص، ض، ط، ظ

حُروف مطبقہ میں دو درجے کی تفخیم پائی جاتی ہے۔ اور حروف مستعلیہ غیر مطبقہ میں ایک درجہ کی تفخیم پائی جاتی ہے۔

نمبر ۸ صِفت اِنفتاح: انفتاح کے لفظی معنیٰ ہیں جدا رہنا۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ منفتحہ کہلاتے ہیں۔ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ وسط سمیت تالو سے نہیں ملتی، بلکہ جدا رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حروف باریک پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے قُل کا ل۔

نمبر ۹ صِفت اِذلاق: اِذلاق کے لفظی معنیٰ پھسلنے کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ مُذلِقَہ کہلاتے ہیں۔ ان حروف کے ادا کرتے وقت تیزی اور پھسلان پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حروف جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔ جیسے فِی کی ف ایسے حروف چھ ہیں۔ جن کا مجموعہ فَرَّ مِنْ لُبِّ ہے۔ ترجمہ: بھاگا وہ عقلمندی کی وجہ سے۔

یہ حروف ہونٹ اور زبان کے کنارے سے سہولت اور جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔

اور ان کی ادائیگی میں مضبوطی اور ٹھہراؤ نہیں ہوتا۔

نمبر ۱۰ صِفت اصمات: اصمات کے لفظی معنیٰ مضبوطی اور جماؤ کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ مُصْمِتَہ کہلاتے ہیں۔ ان حروف کے ادا کرتے وقت تیزی اور پھسلان نہیں ہوتا۔ بلکہ جماؤ پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حروف جلدی سے ادا نہیں ہوتے۔ جیسے اِذْ کی ذ۔ حروف مُذْلِقَہ کے علاوہ باقی تئیس حروف میں صفت اصمات پائی جاتی ہے۔

صِفاتِ لازمہ متضادہ دس ہیں۔ جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ہر حرف میں پانچ صفات پائی جاتی ہیں۔ یعنی انتیس حرفوں میں سے کوئی حرف ہر جوڑے کی دو صفتوں سے خالی نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی دو صفتیں کسی ایک حرف میں جمع ہوسکتیں ہیں۔

صفات لازمہ غیر متضادہ کی تفصیل

صفات لازمہ غیر متضادہ کی تعریف: صفات لازمہ غیر متضادہ وہ لازمی صفات ہیں، جن کا حروف میں پایا جانا لازمی ہو۔ لیکن وہ ایک دوسرے کی ضد نہ ہوں۔

یہ صفات مندرجہ ذیل چودہ حروف میں پائی جاتی ہیں جیسے: ب، ج، د، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ق، ل، و، ی

صفات لازمہ غیر متضادہ آٹھ ہیں۔

نمبر ۱ صِفت قَلْقَلَہ: قلقلہ کے لفظی معنیٰ جنبش کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صِفَت پائی جائے وہ مقلقلہ کہلاتے ہیں۔ ان حروف کے ادا کرتے وقت حالت سکون میں ان کے مخرج میں جنبش دی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حروف صاف اور واضح ادا ہوتے ہیں۔ جیسے اَقْلَامَھُم کا قاف۔ ایسے حروف پانچ ہیں۔ جن کا مجموعہ قُطُبُ جَدٍّ ہے۔

ترجمہ: بزرگی کا مدار

حالت وقف میں خوب واضح قلقلہ ہوتا ہے۔ جیسے مُحِیْطٌ ۵ حالتِ سُکون میں اس سے کم قلقلہ ہوتا ہے۔ جیسے اَطْعَمَهُمْ اور حالت حرکت میں بہت ہی کم قلقلہ ہوتا ہے۔ جیسے: طَالُوْتَ

نمبر ۲ صِفت صَفِیر: صفیر کے لفظی معنیٰ مثل سیٹی کی تیز آواز کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے، وہ صفیریہ کہلاتے ہیں۔ ان حروف کے ادا کرتے وقت تیز آواز سیٹی کی طرح نکلتی ہے۔ جیسے اَحْسَنُ کی س۔ ایسے حروف تین ہیں، جیسے ص، ز، س،

نمبر ۳ صفت تکرار یا تکریر: تکریر کے لفظی معنیٰ ہیں، کسی چیز کو بار بار کرنا۔ جس حرف میں یہ صفت پائی جائے وہ مکررہ کہلاتا ہے۔ اس حرف کے ادا کرتے وقت زبان میں لرزہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے آواز میں بھی مُشابہَتِ تکرار پیدا ہوتا ہے۔ لیکن حقیقی تکرار سے بچنا چاہئے۔ جیسے اَرْسَلْنَا، یہ صفت صرف ر میں پائی جاتی ہے۔ اس صفت کو مُظْهَرْ نہیں بلکہ مُخْفٰی ادا کرنا بہت ضروری ہے۔

نمبر ۴ صفت تفشی: تفشی کے لفظی معنیٰ ہیں، آواز کا پھیلنا۔ جس حرف میں یہ صفت پائی جائے وہ متفشہ کہلاتا ہے۔ اس حرف کے ادا کرتے وقت آواز منہ کے اندر پھیل جاتی ہے۔ جیسے اَلْمَنْفُوْش کی ش۔ یہ صفت صرف ش میں پائی جاتی ہے۔

نمبر ۵ صفت اِسْتِطَالَت: اِسْتِطَالَت جس کے لفظی معنیٰ ہیں لمبائی چاہنا۔ جس حرف میں یہ صفت پائی جائے وہ مستطیلہ کہلاتا ہے۔ اس حرف کے ادا کرتے وقت زبان

شروع مخرج سے آخر تک آہستہ آہستہ لگتی ہے۔جس کی وجہ سے آواز میں درازگی پیدا ہو جاتی ہے۔جیسے وَ اخۡفِضۡ کاض ۔یہ صفت صرف ض میں پائی جاتی ہے۔

نمبر٦ صفت غُنّہ: غُنّہ جس کے لفظی معنیٰ خیشومی آواز کے ہیں۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ حروف غنّہ کہلاتے ہیں۔ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز بغیر کسی قصد کے ناک میں جاتی ہے۔جس کی وجہ سے ان حروف میں غُنّہ کیا جاتا ہے۔جیسے مَنۡ کا ن اور اَمۡ کام۔یہ صفت ن اور م میں ہر حال میں پائی جاتی ہے۔

نمبر٧ صفت لین: لین کے لفظی معنیٰ نرمی کے ہیں۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ لینیہ کہلاتے ہیں۔ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز میں اتنی نرمی پائی جاتی ہے کہ اگر کوئی حالت وقف میں ان پر مد کرنا چاہے تو نرمی کے ساتھ کر سکتا ہے۔جیسے واؤ ساکن ماقبل مفتوح مِنۡ خَوۡفٍ, حَوۡلَيۡنِ اور یائے ساکن ماقبل مفتوح كَيۡفَ, وَالصَّيۡفِ یہ صفت انہیں دو حروف میں پائی جاتی ہے۔

نمبر٨ صفت اِنۡحِراف: اِنۡحِراف کے لفظی معنیٰ پلٹنے اور پھرنے کے ہیں۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ منحرفہ کہلاتے ہیں۔ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ دوسرے حرف کے مخرج کی طرف لوٹتا ہے۔یعنی ل کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ ر کے مخرج کی طرف اور ر کے ادا کرتے وقت کنارہ زبان کا کنارہ ل کے مخرج کی طرف مائل ہوتا ہے۔جیسے بَلۡ کال اور اَرۡسَلَ کی ر۔یہ صفت دو حروف ل اور ر میں پائی جاتی ہے۔

صفات لازمہ جو ایک مخرج کے دو حرفوں میں فرق پیدا کرتی ہیں۔ان میں سے بعض صفات قویہ اور بعض ضعیفہ ہیں۔

صفات لازمہ متضادہ میں سے قوی صفات درج ذیل ہیں۔

جہر، شدت، استعلائ، اطباق، اور اصمات۔

صفات لازمہ متضادہ میں سے ضعیف صفات درج ذیل ہیں۔

ھمس، رخوت، استفال، انفتاح، اور اذلاق۔

نوٹ: توسط قوت اور ضعف کے اعتبار سید رمیان میں ہے۔ صفات لازمہ غیر متضادہ تمام صفات قوی ہیں۔ ان میں سے صرف صفت لین ضعیف ہے۔

صفات قویہ اور ضعیفہ کے لحاظ سے حروف پانچ قسم کے ہیں۔

(۱) اقویٰ حروف (۲) قوی حروف (۳) متوسطہ حروف (۴) ضعیف حروف (۵) اضعف حروف

(۱) اقویٰ حروف: ایسے حروف جن میں تمام صفات ہی قوی ہوں۔ یا صرف ایک ضعیف ہو باقی قوی ہوں۔ جیسے ط، ق

(۲) قوی حروف: ایسے حروف جن میں قوی صفات زیادہ ہوں اور ضعیف صفت کم ہوں۔ جیسے ج، د، ص

(۳) متوسطہ حروف: ایسے حروف جن میں قوی صفات اور ضعیف

صفات برابر ہوں۔ جیسے ت

(۴) ضعیف حروف: ایسے حروف جن میں ضعیف صفات زیادہ ہوں اور قوی صفات کم ہوں۔ جیسے ح، خ، ہ

(۵) اَضعف حروف: ایسے حروف جن میں تمام صفات ضعیف ہوں یا صرف ایک قوی ہو اور باقی تمام صفات ضعیف ہوں۔ جیسے ف، ث،

ایک مخرج والے حرف میں فرق کیسے کیا جائے

یاد رہے جن حروف کا مخرج ایک ہو ان میں فرق صفات لازمہ سے کرتے ہیں۔

حُروف حلقی　ئ، ہ، ع، ح، غ، خ

ئ، ہ:　ہمزہ کو ھاء سے صفت جہر اور صفت شدت جدا کرتی ہیں۔

ع، ح:　عین کو حاء سے صفت جہر اور صفت توسّط جدا کرتی ہیں۔

غ، خ:　غین کو خاء سے صفت جہر جدا کرتی ہے۔

حُروفِ شجریّہ　ج، ش، ی

ج:　جیم کو شین سے صفت جہر، صفت شدّت، اور صفت قلقلہ جُدا کرتی ہیں۔

ش:　شین کو یاء سے صفت ہمس اور صفت تفشّی جدا کرتی ہیں۔

ی:　جیم کو یاء سے صفت شدّت اور صفت قلقلہ جُدا کرتی ہے۔

حُروفِ نطعیّہ　ط، د، ت

ت:　تاء کو دال سے صفت ہمس جدا کرتی ہے۔

د: طاء کو دال سے صفت استعلاء، صفت اطباق اور صفت قلقلہ جدا کرتی ہیں۔

ط: طاء کو تاء سے صفت جہر، صفت استعلائ، صفت اطباق اور صفت قلقلہ جدا کرتی ہیں۔

حروفِ لِثَویّہ ظ، ذ، ث

ث: ثاء کو ذال سے صفت ہمس جدا کرتی ہے۔

ذ: ذال کو ظاء سے صفت استفال اور صفت انفتاح جدا کرتی ہے۔

ظ: ثاء کو ظاء سے صفت ہمس، صفت استفال اور صفت انفتاح جدا کرتی ہیں۔

حروفِ صفیریّہ ص، ز، س

ز: زاء کو سین سے صفت جہر جدا کرتی ہے۔

س: سین کو صاد سے صفت استفال اور صفت انفتاح جدا کرتی ہے۔

ص: زاء کو صاد سے صفت جہر، صفت استفال اور صفت انفتاح جدا کرتی ہیں۔

حُروفِ شَفَوِیّہ ب، م، و

ب: باء کو میم سے صفت شدت اور صفت قلقلہ جدا کرتی ہیں۔

م: میم کو واؤ سے صفت توسّط اور صفت غنّہ جدا کرتی ہیں۔

و: باء کو واؤ سے صفت شدّت اور صفت قلقلہ جدا کرتی ہیں۔

ہر حرف میں کم از کم پانچ صفات اور زیادہ سے زیادہ سات صفات ضرور پائی جاتی ہیں۔ صفات لازمہ متضادہ اور صفات لازمہ غیر متضادہ کی ترتیب بلحاظ عربی حروف تہجّی ملاحظہ ہو۔

نمبر شمار	حُروفِ تہجّی	صِفاتِ لازمہ متضادہ	غیر متضادہ
۱	ا	جہر، رخوت، استفال، انفتاح، اصمات	مد اصلی
۲	ب	جہر، رخوت، انفتاح، اذلاق	قلقلہ
۳	ت	ہمس، شدّت، استفال، انفتاح، اصمات	×

نمبر شمار	حروفِ تہجّی	صِفاتِ لازمہ متضادہ	غیر متضادہ
۴	ث	ہمس ،رخوت،استفال،انفتاح،اصمات	×
۵	ج	جہر،شدت،استفال،انفتاح،اصمات	قلقلہ
۶	ح	ہمس ،رخوت،استفال،انفتاح،اصمات	×
۷	خ	ہمس ،رخوت،استعلائ،انفتاخ،اصمات	×
۸	د	جہر،شدت،استفال،انفتاح،اصمات	قلقلہ
۹	ذ	جہر،رخوت،استفال،انفتاح،اصمات	×
۱۰	ر	جہر،توسّط ،استفال،انفتاح،اذلاق	انحراف،تکریر
۱۱	ز	جہر،رخوت،استفال،انفتاح،اصمات	صفیر
۱۲	س	ہمس ،رخوت،استفال،انفتاح،اصمات	صفیر
۱۳	ش	ہمس ،رخوت،استفال،انفتاح،اصمات	تفشی
۱۴	ص	ہمس ،رخوت،استعلائ،انفتاح،اصمات	صفیر
۱۵	ض	جہر،رخوت،استعلائ،اطباق،اصمات	اِستِطالت
۱۶	ط	جہر،شدت،استعلائ،اطباق،اصمات	قلقلہ
۱۷	ظ	جہر،رخوت،استعلائ،اطباق،اصمات	×
۱۸	ع	جہر،توسّط ،استفال،انفتاح،اصمات	×
۱۹	غ	جہر،رخوت،استعلائ،انفتاح،اصمات	×
۲۰	ف	جہر،رخوت،استفال،انفتاح،اذلاق	×
۲۱	ق	جہر،شدت،استعلائ،انفتاح،اصمات	قلقلہ

نمبر شمار	حُروفِ تہجّی	صِفاتِ لازمہ متضادہ	غیر متضادہ
۲۲	ک	ہمس، شدت، استفال، انفتاح، اصمات	×
۲۳	ل	جہر، توسّط، استفال، اذلاق،	انحراف
۲۴	م	جہر، توسّط، استفال، انفتاح، اذلاق	غنّہ
۲۵	ن	جہر، توسّط، استفال، انفتاح، اذلاق	غنّہ
۲۶	و	جہر، رخوت، استفال، انفتاح، اصمات	مدیالین
۲۷	ہ	ہمس، رخوت، استفال، انفتاح، اصمات	×
۲۸	ء	جہر، شدت، استفال، انفتاح، اصمات	×
۲۹	ی	جہر، رخوت، استفال، انفتاح، اصمات	مدیالین

آٹھواں درس

صِفاتِ عارضہ کا بیان

صِفاتِ عارضہ کی تعریف: صِفاتِ عارضہ ان صفات کو کہتے ہیں، جو بعض حُروف میں کبھی پائی جاتی ہیں اور کبھی نہیں۔ ان صفات کے ادا نہ ہونے سے حرف تو ادا ہو جاتا ہے البتہ اس کا حسن، زینت، اور جمال باقی نہیں رہتا۔ ان حروف کا مجموعہ اَوْیَرْ مَلَان ہے۔

ان صفاتِ عارضہ کو مُحلِّیَہ، مُحَسِّنَہ اور مُزَیِّنَہ بھی کہتے ہیں۔ مُحلِّیَہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ صفات حروف کی زینت کا باعث بنتی ہیں۔ مُحَسِّنَہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ صفات

حروف کو حسین وخوبصورت بناتی ہیں۔مُزَیِّنَہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ صفات حروف کو آراستہ کرتی ہیں۔

مجودین کے نزدیک صفاتِ عارضہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)تفخیم (۲)ترقیق (۳)اِدغام (۴)اقلاب

(۵)اِخفاء (۶)غُنّہ زمانی (۷)تسہیل (۸)اِبدال

(۹)مدفرعی (۱۰)اثبات (۱۱)حذف

تفخیم وترقیق کا بیان

تفخیم: پُر پڑھنا   ترقیق: باریک پڑھنا

حروف مستعلیہ ہمیشہ ہر حال میں پُر پڑھے جاتے ہیں۔اور حروف غیر مستعلیہ باریک پڑھے جاتے ہیں۔لیکن ان میں سے تین حروف الف ،را،اور اسم اللہ کا ل بعض حالات میں پُر بھی پڑھے جاتے ہیں۔

الف: الف ہمیشہ اپنے ماقبل کے تابع ہوتا ہے۔یعنی الف کو پُر حرف کے ساتھ پُر اور باریک حرف کے ساتھ باریک پڑھیں گے۔ جیسے: اَثْقَالَھَا, خَالِقُ, مَالَھَا, مِھَادًا

ل کی تفخیم وترقیق کے قواعد

اسم اللہ کے ل میں تفخیم وترقیق کے دو قاعدے ہیں۔

(۱) تَفْخِیم: جس کا معنیٰ ہے پُر پڑھنا۔یعنی منہ بھر کر پڑھنا تفخیم کہلاتا ہے۔اسم اللہ اور اَللّٰھُمَّ کے ل سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو تو اسم اللہ اور اللّٰھُمَّ کو پُر پڑھا جائے گا۔جیسے اللہُ, ذَھَبَ اللہُ, قُلْ ھُوَ اللہُ, رَسُوْلُ اللہِ, رَفَعَہُ اللہُ, سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ, مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ

(۲) ترقیق: ترقیق کا بنیادی معنیٰ ہی باریک ہوتا ہے۔ یعنی اسم اللّٰہُ اور اللّٰھُمَّ کے ل سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو تو اسم اللّٰہُ اور اللّٰھُمَّ کے لام کو باریک پڑھیں گے۔ جیسے لِلّٰہِ، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ، یُوَفِّقِ اللّٰہُ، قُلِ اللّٰھُمَّ

نوٹ: اسم اللّٰہُ اور اللّٰھُمَّ کے سوا دیگر تمام ل باریک پڑھیں جائیں گے۔ جیسے: وَالَّذِنِ ،مِنَ الْاُوْلٰی اور سَیَقُوْلُ السُّفَھَاءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰھُم (سورۃ البقرہ) پارہ نمبر ۲ میں کا مَاوَلّٰھُمْ کے ل کو بھی باریک پڑھیں گے۔ یہ اسم اللّٰہ کا ل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فعل کا ل ہے۔ اس لئے اسے ترقیق کے ساتھ ادا کریں گے۔ کچھ لوگ اسے تفخیم کے ساتھ ادا کرتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔

ر کی تفخیم و ترقیق کے قواعد

راء زیادہ تر حالتوں میں موٹی پڑھی جاتی ہے۔ اور بعض حالتوں میں باریک پڑھی جاتی ہے۔ راء اگر متحرک ہو تو سب سے پہلے اس کی حرکت کا اعتبار کریں گے۔

اگر راء مفتوح یا مضموم ہو تو راء پُر پڑھی جائے گی۔ جیسے رَبُّکَ، رُبَمَا

اگر راء مفتوح مشدد یا مضمومہ مشدد ہو تو بھی راء پُر پڑھی جائے گی۔

جیسے الرَّجِیْمِ، صِرٌّ

اگر راء مکسور ہو تو راء باریک پڑھی جائے گی۔ جیسے رِجَالٌ، رِزْقًا

اگر راء مکسور مشدد ہو تو بھی راء باریک پڑھی جائے گی۔ جیسے ذُرِّیَّۃٌ

اگر راء ساکن ماقبل مفتوح یا مضموم ہو تو راء پُر پڑھی جائے گی۔ جیسے بَرْقٌ، یُرْزَقُوْنَ

اگر راء ساکن ماقبل مکسور ہو تو راء باریک پڑھی جائے گی۔ جیسے شِرْعَةً

راء ساکن ماقبل مکسور کے باریک ہونے کی تین شرائط

(۱) راء ساکن ماقبل کسرہ اصلی ہو۔ جیسے اَنْذِرْهُمْ،

(۲) وہ کسرہ متصلہ ہو منفصلہ نہ ہو۔ اور اگر وہ کسرہ منفصلہ ہو تو پُر پڑھی جائے گی:

جیسے اَمِ ارْتَابُوْ

(۳) راء ساکن ماقبل مکسور کے بعد حرف مستعلیہ متصلہ مفتوح نہ ہو۔ جیسے تُنْذِرْهُمْ

اگر راء ساکن ماقبل کسرہ کے بعد حرف مستعلیہ مفتوح ہو تو راء پُر پڑھی جائے گی۔ جیسے قِرْطَاسٍ، فِرْقَةٌ یاد رہی کُلُّ فِرْقٍ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ پُر اور باریک دونوں طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔

اگر راء وقف کی وجہ سے ساکن ہو۔ اور اس کا ماقبل حرف بھی ساکن ہو تو اس ساکن حرف کا ماقبل دیکھیں گے۔ اگر تیسرا حرف مفتوح یا مضموم ہو تو راء کو پُر پڑھیں گے۔ جیسے وَالْفَجْرِ ٥ اَلْاُمُوْرُ ٥ اَلْاَنْهَارُ ٥ اور اگر تیسرا حرف مکسور ہو تو وقف میں یہ راء باریک پڑھی جائے گی جیسے ذِی الذِّکْرُ ٥

راء پر اگر وقف بالرّوم کریں تو یہ راء مرامہ اپنی حرکت کے موافق پُر یا باریک پڑھی جائے گی۔ کیونکہ وقف بالرّوم میں حرکت کا تہائی حصّہ پڑھا جاتا ہے۔ اگر راء کے نیچے زیر ہے تو زیر کا تیسرا حصّہ پڑھے جانے کی وجہ سے راء باریک ہوگی۔ جیسے: عُقْبَى الدَّار اگر راء کے اوپر پیش ہے تو پیش کا تیسرا حصّہ پڑھے جانے کی وجہ سے راء پُر پڑھی جائے گی۔ جیسے: وَالشَّجَرُ

اگر راء پر امالہ کیا جائے جیسے مَجْرٖهَا تو راء باریک ہی پڑھی جائے گی۔ امالہ کا لغوی معنٰی مائل کرنا ہے۔

امالے کی دو قسمیں ہیں (۱) امالہ صغریٰ (۲) امالہ کُبریٰ

امالہ صغریٰ مَجْرٖیھَا ہوگا۔ امالہ کبریٰ مَجْرٖھا ہے۔ سارے قرآن کریم میں صرف سورۂ ھود میں ایک جگہ روایت حفص میں امالہ کُبریٰ ہوتا ہے۔

راء وقف کی وجہ سے ساکن ہو۔ ماقبل یائے ساکنہ آجائے تو راء باریک ہی پڑھی جائے گی۔ جیسے قَدِیْرٌ ٥ کیونکہ یاء اخت کسرہ ہونے کی وجہ سے دو کسروں کے برابر ہے۔

ر مشدد مجودین کے نزدیک حکم میں ایک ر کے ہوتی ہے۔ جیسی حرکت ہو اپنی حرکت کے موافق پُر یا باریک پڑھی جائے گی۔ پہلی ر دوسری کے تابع ہوگی۔

تفخیم کی مثالیں: مِنْ رَّبِّکُمْ، فَفِرُّوْا ترقیق کی مثالیں: اَلرِّجَالُ، ذُرِّیَّةً

راء کی تفخیم کے قواعد

بارہ حالتوں میں ر پُر پڑھی جاتی ہے۔

(۱) ر پر فتحہ ہو۔ جیسے رَحِیْمٌ

(۲) ر پر ضمہ ہو۔ جیسے رُبَمَا

(۳) ر مشدد پر فتحہ ہو۔ جیسے سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً

(۴) ر مشدد پر ضمہ ہو۔ جیسے صِرٌّ

(۵) ر ساکن ماقبل فتحہ ہو۔ جیسے اَرْسَلَ

(۶) ر ساکن ماقبل ضمہ ہو۔ یُرْزَقُوْنَ

(۷) ر ساکن موقوفہ ماقبل ساکن اور اس کے ماقبل فتحہ ہو۔ جیسے اَلْقَدْرِ

(۸) ر ساکن موقوفہ ماقبل ساکن اور اس کے ماقبل ضمہ ہو۔ جیسے اَلنَّاقُوْرُ

(۹) ر ساکن ماقبل کسرہ عارضی ہو۔ جیسے اَمِ ارْتَابُوْا

(۱۰) ر ساکن ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ

(۱۱) رساکن ماقبل کسرہ ہواور اس کے مابعد حرف مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو۔

جیسے: قِرْطَاسٍ، فِرْقَة

(۱۲) رمرامہ مضمومہ یعنی جس ر پر وقف بالرّوم کیا جائے۔ جیسے وَالشَّجَرُ

رابار یک کی مثالیں

(۱) ر کے نیچے کسرہ ہو۔ جیسے رِزْقًا

(۲) رمشدد کے نیچے کسرہ ہو۔ جیسے اَلرِّجَالُ

(۳) رساکن ماقبل کسرہ ہو۔ (مذکورہ تین شرائط کے ساتھ) جیسے فِرْعَوْنُ

(۴) رساکن بوجہ وقف ہو جس کا ماقبل ساکن اور اس کے ماقبل کسرہ ہو۔ جیسے اَلذِّكْرُ

(۵) رساکن ماقبل ی ساکن ہو۔ جیسے خَبِيْرٌ، لَا ضَيْرَ

(۶) رمُمالہ یعنی جس پر اِمالہ کیا جائے۔ جیسے مَجْرٖهَا

(۷) رمَرامہ مکسورہ یعنی جس پر وقف بالرّوم کیا جائے۔ وَالْفَجْرِ

نون ساکن ومشدد کے قواعد

نون اگر مشدد ہو تو اس میں بقدرِ ایک الف کے غنّہ زمانی ہوگا۔ جیسے اِنَّ، ظَنَّ

نون ساکن ونون تنوین کے چار قاعدے ہیں۔

(۱) اظہار (۲) ادغام (۳) اقلاب (۴) اخفاء

نون ساکن اور نون تنوین کی آواز ایک ہی طرح کی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا تلفظ بھی یکساں اور برابر ہے۔

نون ساکن اور نون تنوین میں فرق

(۱) نون ساکن لکھا بھی جاتا ہے اور پڑھا بھی جاتا ہے۔ جبکہ نون تنوین پڑھا تو جاتا ہے مگر لکھا نہیں جاتا۔

(۲) نون ساکن وصل اور وقف دونوں حالتوں میں پڑھا جاتا ہے جبکہ نون تنوین وصل میں پڑھا جاتا ہے۔اور وقف کی حالت میں دوزبر ہوں تو الف سے بدل جاتا ہے اور دوزیر دو پیش ہوں تو حذف ہوجاتا ہے۔

(۳) نون ساکن اسم ،فعل ،حرف تینوں میں آتا ہے جبکہ نون تنوین صرف اسم کے آخر میں آتا ہے۔فعل اور حرف میں نہیں آتا۔

(۴) نون ساکن کلمے کے وسط اور آخر دونوں جگہ آتا ہے جبکہ نون تنویں صرف کلمہ کے آخر میں آتا ہے۔درمیان میں نہیں آتا۔

نون ساکن اور تنویں کے احوال

(ا) اظہار: اظہار کے لغوی معنٰی ہیں۔ظاہر کر کے پڑھنا،اور اصطلاح قرّاء میں نون ساکن اور تنویں کے بعد چھ حُروف حلقی ء،ھ،ع،ح،غ،خ ، میں سے کوئی حرف آجائے تو نون ساکن وتنوین کو اس کے مخرج اصلی سے بغیر غنّہ زمانی کے ظاہر کر کے پڑھنا۔جیسی یَنْعِقُ،اِنْ اَنْتُمْ، عَذَابٌ اَلِیْم۔اسے اظہار حلقی کہتے ہیں۔

(۲) اِدغام: اِدغام کا لغوی معنٰی اِدْخَالُ الشَّیِٔ فِیْ الشَّیِٔ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا۔اصطلاح قُرّاء میں حرف ساکن کو حرف متحرک میں اس طرح داخل کر کے پڑھنا کہ دونوں حرف مشدد بن جائے۔

نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حُرُوْفِ یَرْمَلُوْن میں سے کوئی حرف دوسرے کلمہ میں آجائے تو نون ساکن اور تنوین کا وہاں ادغام ہوگا۔

اس کی دو قسمیں ہیں (۱) اِدغام بِلاغُنَّہ (۲) اِدغام مع الغُنَّہ

ل اور ر میں ادغام بلاغُنَّہ ہوتا ہے۔ جیسے مَنْ لُغُوْبٍ، مِنْ رَّبِّهِمْ اور یُوْمِنُ کے

چار حروف میں ادغام مع الغُنَّہ ہوتا ہے۔ جیسے مِنْ وَّالٍ، مَنْ یَّقُوْلُ، خَیْرًا یَّرَهٗ، غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ

اگر نون ساکن اور حروف یُوْمِنُ ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ادغام نہ ہوگا۔ بلکہ اظہار

ہوگا۔ جیسے دُنْیَا، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْیَانٌ، اسے اظہار مطلق کہتے ہیں۔

اس قاعدے کے پورے قرآن مجید میں یہی چار الفاظ پائے جاتے ہیں۔

(۳) اقلاب: اقلاب کا لغوی معنٰی تَحْوِیْلُ الشَّیْءِ عَنْ وَّجْهِهٖ یعنی کسی

چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینا۔ اصطلاح قرّاء میں نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر حرف

ب آجائے تو نون ساکن اور تنوین کو میم ساکن سے بدل کر اخفاء شَفَوِی کی طرح غُنَّہ زمانی کے

ساتھ پڑھیں گے۔ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینے کا نام اقلاب ہے۔ جیسے

بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ، اَنۢبَآئُ

نوٹ: بعض مواقع پر قرآن کریم میں آسانی کیلئے نون ساکن اور تنوین کے

بعد چھوٹی سی میم لکھ دی جاتی ہے

اخفاء: اخفاء کا لغوی معنٰی اَلسَّتْرُ یعنی چھپانا یا پوشیدہ کرنا۔ اصطلاح قُرَّاء میں نون ساکن

اور تنوین کے بعد انتیس حُرُوف میں سے چھ حروفِ حَلْقِی، چھ حروفِ یَرْمَلُوْن، ایک حرف ب

اور الف کے علاوہ باقی پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو نون ساکن اور تنوین کو اس

کے مخرج کے قریب لگا کر آواز کو خیشوم میں چھپا کر بغیر تشدید کے غُنَّہ زمانی کے ساتھ ادا کرنا

کہ نہ تو اظہار ہو اور نہ ادغام ہو۔ بلکہ ان دونوں کی درمیانی حالت ہو۔ اس کو اخفاء حقیقی کہتے

ہیں۔ جیسے ءَاَنْذَرْتَھُمْ، مِنْ جُوْعٍ، وَمَآ اُنْزِلَ، عَذَابًا شَدِیْدًا

میم ساکن ومشدد کے قواعد

میم اگر مشدد ہوتو اس میں غُنَّہ بقدر ایک الف ضروری ہے۔ ناک میں آواز لے جانے کو غُنَّہ کہتے ہیں۔ جیسے ثُمَّ، لَمَّا، تَمَّ مِیْقَاتُ

میم ساکن کے تین قاعدے ہیں۔ (۱) ادغام (۲) اخفاء (۳) اظہار

(۱) اِدغام: میم ساکن کے بعد اگر میم متحرک آجائے تو غنّہ زمانی کے ساتھ اِدغام ہوگا۔ اِدغام کی وجہ سے دوسری میم مشدد ہوجائے گی۔ جیسے اَمْ مَّنْ، لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ، وَکَمْ مِّنْ

اس کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں۔ صغیر چھوٹے کو کہتے ہیں۔ یہ ادغام صغیر ہوتا ہے، کیونکہ مدغم پہلے سے ساکن ہے۔ اور مثلین اس لیے کہ ایک جیسے دو حرفوں کے ادغام کو مثلین کہتے ہیں۔

(۲) اخفاء: میم ساکن کے بعد اگر ب آجائے تو وہاں غُنَّہ زمانی کے ساتھ اخفاء ہوگا۔ اس اخفاء کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ اس میم کی ادائیگی میں دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر غنّہ زمانی کے ساتھ بقدر ایک الف کی مقدار میں خیشوم میں چھپا کر ادا کیا جائے۔ اور پھر ب کو دونوں ہونٹوں کے تری والے حصہ کو سختی کے ساتھ ملا کر ادا کیا جائے۔ اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔ جیسے: وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ، بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ، وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ

نوٹ: اگر میم ساکن کے بعد ب آجائے تو وہاں بطریق شاطبی اخفاء ہوگا۔ لیکن بطریق جزری اخفاء کے ساتھ اظہار بھی جائز ہے۔

(۳) اظہار: میم ساکن کے بعد ب، م اور الف کے علاوہ باقی چھبیس حروف میں

سے اگر کوئی حرف آجائے تو وہاں میم ساکن میں اظہار ہوگا۔ یعنی میم ساکن کو اس کے مخرج سے بغیر غُنّہ زمانی کے ظاہر کر کے ادا کریں گے۔ جیسے: کَیۡدَهُمۡ فِیۡ، لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ، اَنۡعَمۡتَ، عَلَیۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ اسے اظہار شفوی کہتے ہیں۔ میم ساکن میں اظہار کا مطلب یہ ہے کہ میم ساکن کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات کے ساتھ ادا کیا جائے اور حرکت کی بو نہ دی جائے۔ بعض لوگ اس میں حرکت کی بو دے دیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے

نواں درس

اِدغام کا بیان

اِدغام کا لغوی معنیٰ ہے۔ اِدۡخَالُ الشَّیۡئِ فِیۡ الشَّیۡئِ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کر دینا۔ اصطلاح قرّاء میں ایک جیسے دو حروف یا ایک مخرج کے، یا قریب المخرج، اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح ملانا کہ دونوں مل کر ایک مشدّد حرف بن جائے۔ پہلا حرف جس کو ادغام کیا جائے وہ مدغم کہلاتا ہے اور دوسرا حرف جس میں ادغام کیا جائے وہ مدغم فیہ کہلاتا ہے۔

مدغم کی حرکت اور سکون کے اعتبار سے ادغام کی مطلقاً دو اقسام ہیں۔

(۱) ادغام کبیر (۲) ادغام صغیر

(۱) اِدغام کبیر: ادغام کبیر وہ ہوتا ہے کہ جس میں مدغم پہلے سے متحرک ہو۔ اور مدغم کو ساکن کر کے مدغم فیہ میں ادغام کیا جائے تو یہ ادغام کبیر ہے۔ روایتِ حفصؒ میں ادغام کبیر صرف چار کلمات میں ہوا ہے۔

(۱) تَاۡمُرُوۡنِّیۡ (سورۃ زمر) اصل میں تَاۡمُرُوۡنَنِیۡ تھا۔

(۲) اَتُحَآجُوْنِّی (سورۃ الانعام) اصل میں اَتُحَاجُوْنَنِی تھا۔

(۳) مَکَّنِّیْ (سورۃ الکھف) اصل میں مَکَّنَنِیْ تھا۔

(۴) لَاتَاْمَنَّا (سورۃ یوسف) اصل میں لَاتَاْمَنُنَاتھا۔

نوٹ: آخری کلمہ لَاتَاْمَنَّا میں اِدغام کے ساتھ اشمام واجب ہے۔ اگر ادغام نہ کریں تو اظہار کے ساتھ روم ضروری ہے۔

اشمام میں ہونٹوں سے ضمہ کا اشارہ کرتے ہیں اور روم میں حرکت کا تہائی حصّہ پڑھتے ہیں۔

(۲) اِدغام صغیر: اِدغام صغیر وہ ہوتا ہے۔ جس میں مدغم پہلے ہی سے ساکن ہو اور مدغم فیہ متحرک ہو تو یہ ادغام صغیر ہے۔ جیسے: اِذْھَبْ بِّکِتَابِیْ

باعتبار کیفیت کے اِدغام کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اِدغام تام (۲) اِدغام ناقص

(۱) اِدغام تام: اِدغام تام وہ ہوتا ہے کہ جس میں مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح ملائیں کہ مدغم کی کوئی صِفت باقی نہ رہے، بلکہ مدغم مکمل طور پر مدغم فیہ میں فنا ہو جائے۔ جیسے اِذْظَّلَمُوْ، قَدْدَّخَلُوْ، مِنْ رَّسُوْلٍ

(۲) اِدغام ناقص: اِدغام ناقص وہ ہوتا ہے کہ مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح ملائیں کہ مدغم کی کوئی صِفت باقی رہے جیسے مَنْ یَّقُوْلُ بَسَطْتَّ، اَنْ یُّغْوِیَکُم میں نون مدغم کی صفت غُنَّہ باقی ہے۔

باعتبار سبب کے ادغام کی تین قسمین ہیں۔ (۱) مثلین (۲) متجانسین (۳) متقاربین

(۱) اِدْغَام مِثْلَیْن کی تعریف: ایک جیسے ہم شکل دو حروف کا ادغام جن کی صفات اور مخرج ایک ہو۔ جیسے ب ب، ت ت، ث ث، وغیرہ الگ الگ کلمہ میں جمع

ہوں۔ جبکہ ان میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو۔ جیسے اِذْ ذَّھَبَ اسے ادغام صغیر مثلین تام کہتے ہیں۔ مثلین میں ادغام ہمیشہ تام ہی ہوتا ہے ناقص نہیں ہوتا۔

ادغام صغیر مثلین تام کی دیگر امثال جیسے: قَدْ دَّخَلُوْ، یُدْرِ کْکُّمُ الْمَوْتُ، کَانَتْ تَّعْبُدُ

(۲) اِدْغَامِ مُتَجَانِسَیْن کی تعریف:

ایسے ہم مخرج دو حروف کا ادغام جن کی صفات میں اختلاف ہو۔ جیسے ت ط، ث ذ، ذ ظ، وغیرہ ایک یا الگ الگ کلمہ میں جمع ہوں۔ جبکہ ان میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو۔ جیسے وَقَالَتْ طَّائِفَۃٌ تو اسے ادغام صغیر متجانسین کہتے ہیں۔ متجانسین میں ادغام تام اور ادغام ناقص دونوں ہوتے ہیں۔

ادغام صغیر متجانسین تام کی امثال جیسے: اِذْ ظَّلَمُوْا، اَثْقَلَتْ دَّعَوَاللّٰہَ، قَدْ تَّبَیَّنَ، وَقَالَتْ طَّآئِفَۃٌ، یَلْھَثْ ذّٰلِکَ، اِرْکَبْ مَّعَنَا

مندرجہ ذیل چار کلمات میں ط کا ادغام ت میں ناقص ہوا ہے۔

جیسے: بَسَطْتَّ، اَحَطْتُّ، مَافَرَّطْتُّ، مَافَرَّطْتُّمْ، ان امثال میں ادغام کے وقت مدغم یعنی ط کی صِفت استعلاء واطباق باقی رہیں گی۔

(۳) اِدْغَامِ مُتَقَارِبَیْن کی تعریف:

ایسے قَرِیْبُ المَخرَج یا قَرِیْبُ الصِّفَات دو حروف کا ادغام جیسے ن ل، ن ر، ق ک، وغیرہ ایک یا الگ الگ کلمہ میں جمع ہوں۔ جبکہ ان میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو۔ جیسے قُلْ رَّبِّ تو اسے ادغام متقاربین کہتے ہیں۔ متقاربین میں بھی ادغام تام اور ادغام ناقص دونوں ہوتے ہیں۔

ادغامِ صغیر متقاربین تام کی امثال جیسے: قُلْ رَّبِّ، مِنْ رَّبِّکُمْ، مِنْ لَّدُنْہُ،

ادغام صغیر متقاربین ناقص کی امثال جیسے: مَنْ یَّشَآءُ، مَنْ یَّقُوْلُ، مِنْ وَّالٍ، مِنْ وَّلِیٍّ

موانع ادغام: اگر دو حروف مثلین جمع ہو جائیں، جن میں مدغم حرف مدہ ہو اور مدغم فیہ غیر مدہ ہو، تو ادغام نہیں ہوگا۔ جیسے قَالُوْ اوَ مَالَنَا اور فِی یَوْمٍ کیونکہ ادغام کی وجہ سے مدیت ختم ہو جاتی ہے اس لئے حرف مدہ کا ادغام نہیں ہوتا۔ اصل مقصد حرف مدہ کی مدیت باقی رکھنا ہے۔

حُروف حَلْقی کا ادغام صرف اپنے ہم مثل میں ہوگا۔ جیسے مَالَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْہِ اسی طرح حُروف حَلْقی کا ادغام اپنے ہم جنس میں نہ ہوگا۔ جیسے فَاصْفَحْ عَنْھُم اور حُروف حَلْقی کا اپنے قَرِیبُ المخرج میں قطعاً ادغام نہیں ہوتا۔ جیسے فَسَبِّحْہُ اسی طرح اگر حرف حَلْقی مدغم کی جگہ ہو اور غیر حرف حَلْقی مدغم فیہ کی جگہ ہو تو بھی ادغام نہ ہوگا۔ جیسے: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا

لام کا اِدغام نون میں نہیں ہوتا۔ جیسے: جَعَلْنَا، ضَلَلْنَا، قُلْنَا

نوٹ: اِرْکَبْ مَّعَنَا، اور یَلْھَثْ ذَالِکَ میں بطریق جزریؒ ادغام واظہار دونوں جائز ہیں۔ لیکن بطریق شاطبیؒ صرف ادغام ہے۔

یٰسین وَ الْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ اور نٓ وَ الْقَلَمِ میں علامہ جزریؒ کے نزدیک ادغام اور اظہار دونوں طرح جائز ہے۔ اور علامہ شاطبیؒ کے نزدیک صرف اظہار ہی جائز ہے۔

اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ میں قاف کا کاف میں ادغام تام اور ادغام ناقص دونوں وجوہ ہیں مگر تام اولیٰ ہے۔

مِنْ مَّآءٍ اور عَنْ مَّا میں نون کا میم میں ادغام مُخْتَلَف فیہ ہے۔

فائدہ: ادغام ثِقَل کو دور کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ اگر ادغام سے ثِقَل ہو تو پھر ادغام نہیں کیا جاتا۔

دسواں درس

لام تعریف کے اظہار وادغام کے قواعد

لام تعریف: لام تعریف اس لام کو کہتے ہیں جو کسی اسم نکرہ کے شروع میں آتا ہے اور اس کو معرفہ بنا دیتا ہے۔ جیسے قَلَمٌ کوئی قلم اسم نکرہ ہے۔ اَلْقَلَمُ مخصوص قلم اسم معرفہ ہے۔ اسی طرح مَسْجِدٌ سے اَلْمَسْجِدُ، شَمْسٌ سے اَلشَّمْسُ وغیرہ

لام تعریف کے بعد دو قسم کے حروف آتے ہیں۔ (۱) حُرُوْفِ قَمَرِی (۲) حُرُوْفِ شَمْسِی

(۱) حُرُوْفِ قَمَرِی: حُرُوْفِ قَمَرِی چودہ ہیں جن کا مجموعہ اِبْغِ حَجَّکَ وَخَفْ عَقِیْمَهٗ ہے

وجہ تسمیہ: ان حُروف کو قَمَرِیہ اس لئے کہتے ہیں کہ جس طرح چاند کی موجودگی میں ستارے پوشیدہ نہیں ہوتے بلکہ موجود رہتے ہیں۔ اسی طرح ان حُروف قَمَرِیہ کے لام تعریف کے بعد آنے سے لام مدغم ہو کر پوشیدہ نہیں ہوتا۔

(۲) حُرُوْفِ شَمْسِی: حُرُوْفِ شَمْسِی بھی چودہ ہیں اور وہ یہ ہیں، ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن،

وجہ تسمیہ: ان حُروف کو شَمْسِیہ اس لیے کہتے ہیں کہ جس طرح سورج کے سامنے ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ان چودہ حروف شمسیہ میں لام تعریف مدغم ہو کر

غائب ہو جاتا ہے۔

نوٹ: لام تعریف کے بعد الف نہیں آتا۔ اس لئے الف شمار نہیں کیا گیا۔

لام تعریف کے دو قاعدے ہیں۔ (۱) اِدْغَامِ شَمْسِی　(۲) اظہار قَمَرِی

(۱) اِدْغَامِ شَمْسِی: اگر لام تعریف حُروف شمسیہ پر داخل ہو تو لام تعریف کو شمسی حُروف میں ملا کر پڑھیں گے۔ اسے ادغام شمسی کہتے ہیں۔

اِدْغَامِ شَمْسِی کی اَمثال: جیسے: اَلرَّحِیْمُ، اَلسّٰجِدُوْنَ، اَلصّٰبِرُوْن، اَلزَّکٰوۃُ، اَلثَّمَرٰتُ، اَلدِّیْنُ، اَلسَّمٰوٰتُ، اَلشَّمْسُ، اَلسَّآئِبُوْنَ، اَلطَّارِقُ، اَلظُّلُمٰتُ اللّٰہُ، اَلَّذِیْنَ، اَلنَّبِیُّ

اِظْہَارِ قَمَرِی: اگر لام تعریف حروف قَمَرِیہ پر داخل ہو تو لام تعریف میں اظہار ہوگا۔ اسے اظہار قَمَرِی کہتے ہیں۔

اظہار قَمَرِی کی اَمثال: جیسے: اَلْاَرْضُ، اَلْحَمِیْرُ، اَلْخَیْرُ، اَلْجِبَالُ، اَلْبَارِئُ، اَلْغَفُوْرُ، اَلْفَاتِحَۃُ، اَلْقَوِیُّ، اَلْکَوْثَرُ، اَلْحَسَنَۃُ، اَلْیَوْمُ، اَلْمَالِکُ

فَالْتَقَمَہُ الْحُوْتُ میں ادغام نہیں ہوتا۔ یہاں صرف اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں جو لام ہے یہ لام تعریف کا نہیں ہے، بلکہ یہ لام فعل ہے۔

گیارہواں درس
ہمزہ کے قواعد کے بیان میں

ہمزہ قطعی اور وصلی کے احکام کے اعتبار سے چار قاعدے ہیں۔

(۱) تحقیق　(۲) تسہیل　(۳) ابدال　(۴) حذف

(۱) تحقیق: جب دو ہمزے قطعی متحرک جمع ہوں، تو ان دونوں ہمزوں کو ان کے مخرج سے بغیر کسی تغیر کے مع جمیع صفات کے ساتھ ادا کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔ جیسے ءَ اَنْذَرْتَهُمْ، ءَاِنَّکَ، جَآءَ اَحَدٌ، ءَاُنْزِلَ

(۲) تسہیل: تسہیل کے لغوی معنٰی ہے۔ نرم کرنا۔ اصطلاح قُرّاء میں ہمزہ کو ہمزہ اور الف کی درمیانی حالت میں پڑھنا تسہیل کہلاتا ہے۔ جیسے ءَ اَعْجَمِیٌّ کے دوسرے ہمزہ کو نرم کر کے پڑھنا ضروری ہے۔ ایسے انداز میں پڑھنا کہ نہ خالص الف اور نہ خالص ہمزہ پڑھا جائے۔ روایت حفصؒ میں اس کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل واجب ہے۔

(۳) ابدال: ابدال کہتے ہیں ہمزہ وصلی کو الف سے بدل دینا۔ جیسے ءٰاَلذّٰکَرَیْنِ، ءٰٓاللّٰهُ، آٰاَلْئٰنَ ان کلمات کے دوسرے ہمزہ میں ابدال ہوا ہے۔ ہمزہ کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔ دوسرے ہمزہ میں تسہیل بھی ہے مگر ابدال اولیٰ ہے۔

ابدال وجوبی: جب دو ہمزے ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزے کی حرکت کے موافق حرف مدہ سے بدلنا ہوگا۔ جیسے اٰمَنُوْ، اِیْمَانٌ، اُوْتُمِنَ اصل میں اَءْمَنُوْا، اِءْمَانٌ، اور اُؤْتُمِنَ تھا۔

(۴) حذف: جب دو ہمزے ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں پہلا قطعی مفتوح اور دوسرا

وصلی مکسور ہوتو دوسرا ہمزہ حذف ہوجائے گا۔(۱) اَفۡتَرٰی (سبا) اصل میں ءَاَفۡتَرٰی تھا۔(۲) اَسۡتَکۡبَرۡتَ (ص) اصل میں ءَاِسۡتَکۡبَرۡتَ تھا۔(۳) اَصۡطَفَی (صافات) اصل میں ءَ اِصۡطَفَی تھا۔

ہمزہ کی اقسام

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ہمزہ اصلیہ (۲) ہمزہ زائدہ

(۱) ہمزہ اصلیہ: ہمزہ اصلیہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو فعل کے حروف اصلیہ یعنی ف، ع، ل، کلمہ کی جگہ ہو۔ جیسے اَمَرَ یَاۡمُرُ، سَاَلَ یَسۡئَلُ، اَخَذَ یَأۡخُذُ

(۲) ہمزہ زائدہ: ہمزہ زائدہ اس ہمزہ کو کہتے ہیں، جو فعل کے حروف اصلیہ ف، ع، ل، کلمہ کی جگہ نہ ہو۔ جیسے ءَاَنۡذَرۡتَھُمۡ، اَکۡرَمَ، اِسۡتَفۡعَلَ

ہمزہ زائدہ کی دو قسمیں ہیں (۱) ہمزہ قطعی (۲) ہمزہ وصلی

(۱) ہمزہ قطعی: وہ ہمزہ جو درمیان کلام میں آنے کی وجہ سے حذف نہیں ہوتا بلکہ برقرار رہتا ہے۔ ہمزہ قطعی کہلاتا ہے۔ جیسے ءَاَنۡذَرۡتَھُمۡ، اَمۡ لَمۡ، بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ،

ہمزہ قطعی کلمہ کے شروع میں ہو یا درمیان میں ہو یا آخر میں ہو روایت حفص میں ہر حال میں خوب صاف صاف پڑھا جاتا ہے۔

(۲) ہمزہ وصلی: وہ ہمزہ جو وسط کلام میں آنے سے حذف ہوجاتا ہے۔ ہمزہ وصلی کہلاتا ہے۔ ہمزہ وصلی جو لام تعریف اَلۡ کے شروع میں ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔ ابتداء اور اعادہ کی حالت میں پڑھا جاتا ہے۔

جیسے: اَلۡحَمۡدُ، اَلۡعٰلَمِیۡنَ، اَلۡمَغۡضُوۡبِ جب یہ دو کلموں کے درمیان میں آجائے تو یہ حذف ہوجاتا ہے۔ جیسے: قُلِ الۡحَمۡدُ، رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

ہمزہ وصلی کے اِعراب: (۱) لام تعریف کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مفتوح پڑھا جاتا ہے۔

جیسے: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، اَلْعَلِیْمُ، اَلْقَادِرُ

(۲) اگر کسی اسم کا ہمزہ ہو بغیر لام تعریف کے تو ہمزہ وصلی مکسور ہوتا ہے۔ یہ اسماء قرآن مجید میں کل سات ہیں۔ جیسے اِبْنٌ، اِبْنَتٌ، اِمْرُءٌ، اِمْرَءَتٌ، اِسْمٌ، اِثْنَیْنِ، اِثْنَتَیْنِ

(۳) اگر فعل کا تیسرا حرف مکسور، مفتوح، یا ضمہ عارضی ہو تو ہمزہ وصلی مکسور پڑھا جاتا ہے۔ جیسے اِضْرِبْ، اِرْجِعْ، اِقْرَءْ، اِتَّقُوْا، اِصْبِرُوْ　اگر ہمزہ وصلی کے فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہو تو ہمزہ وصلی مضموم پڑھا جائے گا

جیسے: اُسْجُدُوْا، اُخْرُجُوْا، اُدْخُلُوْا، اُنْصُرُوْا

بارھواں درس

مد کے بیان میں

مد کے لغوی معنٰی دراز کرنے، کھینچنے کے ہیں۔ اصطلاح قُرّاء میں حروف مدّہ یا حروفِ لین پر آواز کے دراز کرنے کو مد کہتے ہیں۔　حُروف مدہ تین ہیں۔

(۱)　الف　ا جبکہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل مفتوح ہو۔ جیسے قَالَ

(۲)　واؤ　و جبکہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو۔ جیسے قُوْلُوْا

(۳)　یائ　ی جبکہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو۔ جیسے قِیْلَ

ان تینوں حروف مدّہ کی اکٹھی مثال اس طرح ہے۔ جیسے اُوْتِیْنَا، نُوْحِیْھَا

حروف لین: و، ی، جبکہ ساکن ہو ان کا ماقبل مفتوح ہو۔ جیسے خَوْفٌ، وَالصَّیْفِ

محل مدّ:　(۱) حروف مدّہ　(۲) حروف لین

اسباب مدد و ہیں: (۱) ہمزہ (۲) سکون، اس میں تشدید بھی شامل ہے۔

مقدار مدّ کی اقسام مع تفصیل

مقدار مد کی تین قسمیں ہیں (۱) طول (۲) توسط (۳) قصر

(۱) طول: اس کی مقدار لمبائی چار سے پانچ الف تک ہے۔

(۲) توسط: اس کی مقدار لمبائی دو الف سے چار الف تک ہے۔

(۳) قصر: اس کی مقدار لمبائی ایک الف ہے۔

اِبتداً ء مد کی دو اقسام ہیں: (۱) مدّ اصلی یا طبعی (۲) مدّ فرعی

(۱) مدّ اصلی یا طبعی: مدّ اصلی یا طبعی وہ ہے جو کسی سبب پر موقوف نہ ہو۔ یعنی حروف مدّہ کو ان کی ذاتی اور طبعی مقدار کے مطابق کھینچنا۔ جیسے نُوْحِیْھَا

مقدار: اس کی مقدار قصر یعنی ایک الف ہے۔

علمائے تجوید کے نزدیک بند انگلی کو اعتدال کے ساتھ کھولنے اور کھلی ہوئی انگلی کو اعتدال کے ساتھ بند کرنے میں جو دیر لگتی ہے یہ ایک الف کی مقدار کا اندازہ ہے۔

(۲) مدّ فرعی: مدّ فرعی وہ ہے جو کسی سبب پر موقوف ہو۔ یعنی حروف مدّہ کو ان کی ذاتی اور طبعی مقدار سے بڑھا کر کھینچنا۔ جیسے: جَآءَ، قَالُوْٓا اٰمَنَّا، یُنْفِقُوْنَ، دَآبَّةً

اقسام مدّ فرعی

مدّ فرعی کی اجمالاً چار اقسام ہیں۔ (۱) مد واجب (۲) مد جائز (۳) مد لازم (۴) مدّ عارض

(۱) مد واجب یا مد متّصل: حروف مدہ کے بعد ہمزہ ملا ہوا ہو یعنی اسی کلمہ میں آئے۔ جیسے: مَآءَ، سُوْٓءُ، سِیْٓءَ، مِنَ السَّمَآءِ، یَشَآءُ اس طرح کا ہمزہ (ء) کی شکل میں ہوتا ہے۔ مقدار: اس کی مقدار توسط ہے۔

(۲) مد جائز یا مد منفصل: حروف مدہ کے بعد ہمزہ جدا یعنی دوسرے کلمہ میں آئے۔ جیسے: وَمَآ اُنْزِلَ، قَالُوْٓا اٰمَنَّا، اِنِّیْٓ اَعْلَمُ اس طرح کا ہمزہ الف (ا) کی شکل میں ہوتا ہے۔

مقدار: اس کی مقدار توسط ہے۔ اور اس میں قصر بھی جائز ہے۔

مدّ لازم

مدّ لازم کی پانچ اقسام ہیں

(۳) مدّ لازم حرفی مخفّف: حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں سکون لازمی ہو جو کسی بھی حالت میں حروف مدّہ سے جدا نہ ہو۔ جیسے حٰمٓ، قٓ، صٓ، نٓ

مقدار: اس کی مقدار طول ہے۔

(۴) مدّ لازم حرفی مثقّل: حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں تشدید ہو۔ جیسے الٓمّٓ، الٓمّٓرٰ میں حرف ل پر مدلازم حرفی مُثقَّل ہے۔

مقدار: اس کی مقدار طول ہے۔

(۵) مدّ لازم کلمی مخفّف: کلمہ قرآنی میں حروف مدہ کے بعد سکون اصلی ہو۔ جو کسی بھی حالت میں حروف مدّہ سے جُدا نہ ہو۔ جیسے آلْئٰنَ مقدار: اس کی مقدار بھی طول ہے۔

(۶) مدّ لازم کلمی مُثَقَّل: کلمہ قرآنی میں حروف مدہ کے بعد تشدید ہو۔جیسے: دَآبَّةٍ، اَلضَّآلِّیْنَ مقدار: اس کی مقدار بھی طول ہے۔

(۷) مدّ لازم لین: حروف لین کے بعد حروفِ مقطّعات میں سکون لازمی ہو۔اس کی مثالیں قرآن مجید میں صرف دو ہیں۔ایک سورۃ مریم میں حروف مقطعات کی عَین ہے۔ کٓھٰیٰعٓصٓ اوراسی طرح سورۃ شوریٰ کی عَین ہے حٰمٓ عٓسٓقٓ

مقدار: اس کی مقدار طول، توسّط جائز اور قصر نہایت ضعیف ہے۔

مدّ عارض

مدّ عارض کی دو قسمیں ہیں

(۸) مدّ عارض لین: کلمہ قرآنی میں حرفِ لین کے بعد سکون عارضی ہو یعنی وقف کی وجہ سے ہو۔جیسے خَوْفٌ، وَالصَّیْف

مقدار: اس کی مقدار قصر، توسّط، اور طول ہے۔اس میں قصر اولیٰ ہے۔

(۹) مدّ عارض وقف: کلمہ قرآنی میں حرف مدہ کے بعد سُکون عارضی ہو یعنی وقف کی وجہ سے ہو۔جیسے رَحِیْمٌ، تُعْلَمُوْنَ، تُکَذِّبَان

مقدار: اس کی مقدار طول، توسّط اور قصر ہے۔اس میں طول اولیٰ ہے۔

نوٹ: حروف مقطّعات دو اقسام پر ہیں دو حرفی مثلاً طٰہٰ اِن حروف پر صرف مدّ اصلی ہو گی۔سہ حرفی نٓ، قٓ، الٓمّٓ، ان میں ابتدائی الف کے علاوہ باقی حروف پر مدّ لازم ہوتی ہے

نوٹ: الٓمّٓ ۝ کا اللہ کے ساتھ وصل کی صورت میں اس طرح (الف لآمِّیْ مَ اللہ) پڑھیں گے۔

مدّ کی وجوہات کے بیان میں

اگر موقوف علیہ مفتوح ہے اور اس کا ماقبل حرفِ مد یا حرفِ لین ہے تو چونکہ یہاں صرف وقف بالاسکان ہی ہوگا۔ اس لئے الظّٰلِمُوْنَ اور اَلْقَوْمَ پر وقف کرنے سے مدّ کی تین وجہیں نکلیں گی اور تینوں جائز ہونگی۔ جیسے: الظّٰلِمُوْنَ پر وقف کرنے سے بننے والی تین وجہیں۔

طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	قصر مع لاسکان

اَلْقَوْمَ پر وقف کرنے سے بننے والی تین وجہیں

قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان

اگر موقوف علیہ مکسور ہے اور اس کا ماقبل حرفِ مدّ یا حرفِ لین ہے تو چونکہ یہاں وقف با لاسکان اور وقف بالرّوم ہوگا۔ اس لئے الرَّحِيْمِ اور بَالْغَيْبِ پر وقف کرنے سے مدّ کی چھ وجہیں نکلیں گی۔ تین وقف بالاسکان میں اور تین وقف بالرّوم میں، ان میں چار وجہیں جائز اور دو ناجائز ہونگی۔

الرَّحِيْمِ پر وقف کرنے سے بننے والی چھ وجہیں۔

طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
طول مع الرّوم	توسط مع الرّوم	قصر مع الرّوم

ان میں طول مع الرّوم اور توسط مع الرّوم ناجائز ہیں۔ باقی چار جائز ہیں۔

بَالْغَيْبِ پر وقف کرنے سے بننے والی چھ وجہیں

قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
قصر مع الرّوم	توسط مع الرّوم	طول مع الرّوم

ان میں بھی توسط مع الرّ وم اور طول مع الرّ وم نا جائز ہیں۔اور چار جائز ہیں۔

فائدہ: دراصل وقف بالرّ وم میں حرکت کا تہائی حصہ پڑھا جاتا ہے اس لئے یہاں مَدّ نہیں ہوتی۔اور مد کرنے کیلئے سُکون لازمی ہوتا ہے۔وقف بالرّ وم میں موقوف علیہ ساکن نہیں رہتا بلکہ متحرک ہوجاتا ہے۔اور مدّ کا سبب سُکون ختم ہوجاتا ہے اس لئے ان میں دو وجہیں ناجائز ہیں۔

اگر موقوف علیہ مضموم ہے۔اور اس کا ماقبل حرفِ مد یا حرفِ لین ہے۔تو چونکہ یہاں وقف بالاسکان، وقف بالاشمام اور وقف بالرّ وم ہوگا۔اس لئے اَلْاُمُوْرُ اور اَلْفَوْزُ پر وقف کرنے سے مَدّ کی نو وجہیں نکلیں گی۔ان میں سات جائز اور دو ناجائز ہونگی۔جیسے

اَلْاُمُوْرُ پر وقف کرنے سے بننے والی نو وجہیں

طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
طول مع الاشمام	توسط مع الاشمام	قصر مع الاشمام
طول مع الرّ وم	توسط مع الرّ وم	قصر مع الرّ وم

ان میں طول مع الرّ وم اور توسط مع الرّ وم ناجائز ہیں۔اور باقی سات جائز ہیں۔

اَلْفَوْزُ پر وقف کرنے سے بننے والی نو وجہیں

قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
قصر مع الاشمام	توسط مع الاشمام	طول مع الاشمام
قصر مع الرّ وم	توسط مع الرّ وم	طول مع الرّ وم

ان میں توسط مع الرّ وم اور طول مع الرّ وم ناجائز ہیں۔اور باقی سات جائز ہیں۔

مدّ کی ضربی وجوہات کا بیان

اگر کئی عقلی ضربی وجوہ جمع ہوں تو ان میں جو مساوی ہونگی وہ جائز ہوں گی باقی ناجائز۔ یعنی طول، توسط میں برابر کی۔ مقدار کا مطلب یہ ہے کہ جس کے ذریعے مد کا اندازہ کیا جائے۔ جیسے توسط کی مقدار ڈھائی الف سے چار الف ہے۔

وقفی وجوہ نکالنے کا قاعدہ

اگر دو مدِّ عارض جمع ہو جائیں اور موقوف علیہ مفتوح ہو تو عقلی ضربی وجوہ نکالنے کا قاعدہ اس طرح ہے کہ وَیَقُوْلُوْنَ کی تین وجہیں ہیں۔ ان تین وجوہ کو صٰدِقِیْنَ کی تین وجوہ سے ضرب دیں گے۔ ان کو ضرب اس طرح دی جائے گی کہ وَیَقُوْلُوْنَ کی پہلی وجہ کو صٰدِقِیْنَ کی تین وجوہ سے باری باری ضرب دیں گے۔ پھر بعد میں وَیَقُوْلُوْنَ کی دوسری وجہ کو صٰدِقِیْنَ کی تین وجوہ سے باری باری ضرب دیں گے۔ اس کے بعد پھر وَیَقُوْلُوْنَ کی تیسری وجہ کو صٰدِقِیْنَ کی تین وجوہ سے باری باری ضرب دیں گے۔ اس طری عقلی وجہیں نو نکلیں گی۔ جن میں تین وجہیں جائز اور چھ ناجائز ہونگی۔

وَیَقُوْلُوْنَ اور صٰدِقِیْنَ کی پہلی تین وجہیں

نمبر شمار	وَیَقُوْلُوْنَ	صٰدِقِیْنَ
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان

۳	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان

وَیَقُوْلُوْنَ اور صٰدِقِیْنَ کی دوسری تین وجہیں

نمبر شمار	وَیَقُوْلُوْنَ	صٰدِقِیْنَ
۱	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۳	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان

وَیَقُوْلُوْنَ اور صٰدِقِیْنَ کی تیسری تین وجہیں

نمبر شمار	وَیَقُوْلُوْنَ	صٰدِقِیْنَ
۱	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۳	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان

ان میں طول مع الطّول، توسط مع التوسّط اور قصر مع القصر جائز ہیں۔ باقی ناجائز۔

مختلف اقوال سے مدّ کی وجوہ: اگر مدّ متصل مدّ متصل کے ساتھ یا مدّ منفصل مدّ منفصل کے ساتھ جمع ہوں، تو عقلی ضربی وجوہ نکالنے کا طریقہ اس طرح ہوگا۔ مثلاً اگر دو مدّ متصل جمع ہوں۔ جیسے: نَعۡمَآئَ ضَرَّآئَ تو ان میں عقلی وجہیں نو نکلیں گی۔

نمبر شمار	نَعۡمَآئَ	ضَرَّآئَ	کیفیت
۱	دو الف	دو الف	جائز ہے
۲	دو الف	ڈھائی	غیر جائز
۳	دو الف	چار الف	غیر جائز

۴	ڈھائی الف	دو الف	غیر جائز
۵	ڈھائی الف	ڈھائی الف	جائز ہے
۶	ڈھائی الف	چار الف	غیر جائز
۷	چار الف	دو الف	غیر جائز
۸	چار الف	ڈھائی	غیر جائز
۹	چار الف	چار الف	جائز ہے

ان میں برابر کی تین وجوہ جو مساوی ہیں جائز ہونگی۔ اور باقی چھ ناجائز ہونگی۔

اگر دو مدّ منفصل جمع ہوں۔ جیسے وَمَآ اُرِیْدُ اور مَآ اَنْھٰکُمْ تو ان میں عقلی وجہیں سولہ نکلیں گی۔

نمبر شمار	وَمَآ اُرِیْدُ	مَآ اَنْھٰکُمْ	کیفیت
۱	دو الف	دو الف	جائز
۲	دو الف	ڈھائی الف	غیر جائز
۳	دو الف	چار الف	غیر جائز
۴	دو الف	قصر	غیر جائز
۵	ڈھائی الف	دو الف	غیر جائز
۶	ڈھائی الف	ڈھائی الف	جائز
۷	ڈھائی الف	چار الف	غیر جائز
۸	ڈھائی الف	قصر	غیر جائز
۹	چار الف	دو الف	غیر جائز
۱۰	چار الف	ڈھائی الف	غیر جائز

۱۱	چار الف	چار الف	جائز
۱۲	چار الف	قصر	غیر جائز
۱۳	قصر	دو الف	غیر جائز
۱۴	قصر	ڈھائی الف	غیر جائز
۱۵	قصر	چار الف	غیر جائز
۱۶	قصر	قصر	جائز

ان میں برابر کی چار وجوہ جو مساوی ہیں جائز ہونگی اور باقی بارہ ناجائز ہونگی۔

مختلف مدّات کے جمع ہونے میں مد کی وجوہ

اگر مختلف مدّیں جمع ہوجائیں ان میں جو مساوی ہونگی وہ جائز ہونگی۔ لیکن ان میں ضعیف مدّ کو قوی پر ترجیح نہ ہوجائے۔ اگر قوی مدّ ضعیف سے زیادہ ہوجائے وہ بھی جائز ہے۔ جیسے

نمبر شمار	کَیۡفَ	یَذَّکَّرُوۡنَ	کیفیت
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	جائز ہے
۲	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	ناجائز
۳	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان	ناجائز
۴	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	جائز ہے
۵	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان	جائز ہے
۶	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان	ناجائز
۷	قصر مع الاسکان	طول الاسکان	جائز ہے

٨	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	جائز ہے
٩	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان	جائز ہے

ان میں طول مع التوسط مع الاسکان اور طول مع القصر مع الاسکان اور توسط مع القصر مع الاسکان یہ تین وجہیں ناجائز ہیں۔ اور باقی چھ وجہیں جائز ہیں۔

اگر مدِّ متصل اور مدِّ منفصل جمع ہوں۔ جیسے لَوْ شَآءَ اور مَآ اَشْرَ کْنَا تو عقلی ضربی وجہیں بارہ نکلیں گی۔ جو مساوی وجوہ اور جن وجوہ میں قوی کو ضعیف پر ترجیح ہوجائے وہ جائز ہونگی۔

نمبر شمار	لَوْ شَآءَ	مَآ اَشْرَ کْنَا	کیفیت
١	دو الف	دو الف	جائز ہے
٢	دو الف	ڈھائی الف	غیر جائز
٣	دو الف	چار الف	غیر جائز
٤	دو الف	قصر	جائز ہے
٥	ڈھائی الف	دو الف	جائز ہے
٦	ڈھائی الف	ڈھائی الف	جائز ہے
٧	ڈھائی الف	چار الف	غیر جائز
٨	ڈھائی الف	قصر	جائز ہے
٩	چار الف	دو الف	جائز ہے
١٠	چار الف	ڈھائی الف	جائز ہے
١١	چار الف	چار الف	جائز ہے
١٢	چار الف	قصر	جائز ہے

ان میں دوالف مع ڈھائی الف اور دوالف مع چار الف اور ڈھائی الف مع چار الف یہ تین وجہیں ناجائز ہیں اور باقی نو وجہیں جائز ہیں۔

تیرھواں درس

اجتماع ساکنین کا بیان

اجتماع ساکنین: اجتماع ساکنین کا معنٰی ہے دوساکن حروف کا اکٹھا ہونا۔

تعریف: دوساکن حروف ایک یا دوکلموں میں جمع ہوں تو ان کو اجتماع ساکنین کہتے ہیں۔ جیسے: لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ، اٰلۡئٰنَ، یَعۡلَمُوۡنۡ

اجتماع ساکنین کی دوقسمیں ہیں:

(۱) اجتماع ساکنین علیٰ حدِّہٖ (جائز) (۲) اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدِّہٖ (ناجائز)

اجتماع ساکنین علیٰ حدِّہٖ: جب دوساکن حرف ایک کلمہ میں جمع ہوں۔ جیسے، اٰلۡئٰنَ، دَآبَّةٍ، تُرۡجَعُوۡنۡ یا کسی حروف مقطّعات میں جمع ہوں۔ جیسے نٓ، صٓ، قٓ، اس میں پہلا ساکن جوحرف مدّہ ہے اسے خوب کھینچ کر پڑھیں گے۔ یہ وقف اور وصل دونوں حالتوں میں جائز ہے۔ علیٰ حدّہٖ کا معنی ہے کہ وہ اپنے حال پر برقرار ہے۔

اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدِّہٖ: اس کی تعریف یہ ہے کہ علیٰ حدِّہٖ کی دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے یا دونوں شرطیں نہ پائی جائیں۔ یہ غیر جائز ہے۔ لیکن وقف میں جائز ہے۔

اس کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) حذف کرنا (۲) فتحہ دینا (۳) ضمہ دینا (۴) کسرہ دینا

حذف کرنا: جب دو ساکن حرف دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو اس پہلے ساکن حرف مدہ کو گرا کر پڑھیں گے۔

جیسے: وَاسْتَبَقَا الْبَابَ، وَقَالُوا الْحَمْدُ، فِی الْاَرْضِ

توضیح: فِی الْاَرْضِ یہ اصل میں فِیۡ اَلْاَرْضِ تھا۔ ہمزہ وصل وسط کلام میں گر گیا۔ اس طرح فِیۡ کی یاء اور اَلْاَرْض کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا ہے۔ پہلے ساکن کو قاعدے کے موافق حذف کر دیا گیا اور اس طرح فِی الْاَرْض بن گیا۔

فتحہ دینا: جب دو ساکن حرف دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن مِنْ (حرف جارہ) کا نون ہو یا آل عمران میں الٓمّٓ کا میم ہو تو ان کو حرکت فتحہ کی دی جائے گی۔

جیسے: وَمِنَ النَّاسِ، مِنَ اللّٰهِ، الٓمّٓ اللّٰهُ

ضمہ دینا: اگر دو ساکن حرف دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن میم جمع یا واؤ لین فعل جمع کا ہو تو اس پہلے ساکن کو حرکت ضمّہ کی دی جائے گی۔

جیسے: اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ، مِنْهُمُ الْقِرَدَةُ، فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ

کسرہ دینا: اگر دو ساکن حرف دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ ہوں۔ یعنی پہلا ساکن حرف نہ مِنْ کا نون ہو، نہ الٓم کی میم ہو، نہ میم جمع کا ہو اور نہ واؤ لین صیغہ جمع کا ہو۔ اور نہ حرف مدہ ہو۔ تو اس پہلے ساکن کو حرکت کسرہ کی دی جائے گی۔ اور تنوین بھی اسی قاعدہ میں شامل ہے۔

جیسے: وَلَقَدِ اسْتُهْزِیَٔ، عَنِ الَّذِیْنَ، بَلِ اللّٰهُ، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ، قَدِیْرُ نِ الَّذِیْ، اَحَدُ نِ اللّٰهُ

چودھواں درس

ہائے ضمیر کا بیان

ابتدأً ہاء کی دو اقسام ہیں (ا) ہائے اصلیّہ (۲) ہائے زائدہ

(ا) ہائے اصلیّہ: ھائے اصلیّہ وہ، ہ، ہے۔ جو کلمہ کے حروف اصلیّہ ف، ع، ل، میں ل کی جگہ پر آتی ہے۔ اگر اسے کلمہ سے جدا کر دیا جائے تو معنیٰ خراب ہو جاتا ہے۔ جیسے لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ، فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ

(۲) ہائے زائدہ: ھائے زائدہ وہ ، ہ، ہے۔ جو کلمہ کے حروف اصلیّہ ف، ع، ل، کی جگہ پر نہ آتی ہو۔

ھائے زائدہ کی تین اقسام ہیں۔

(الف) ھائے تانیث (ب) ھائے سکتہ (ج) ھائے ضمیر

(الف) ھائے تانیث: ھائی تانیث وہ جو واحد مؤنّث کے آخر میں ہوتی ہے۔ اور حالت وقف میں یہ، ة، ہ، ھائے ساکنہ سے بدل جاتی ہے۔ جیسے: جَنَّةٌ، سے جَنَّهْ، قَيِّمَةٌ سے قَيِّمَهْ

نوٹ: اس پر روم اور اشمام نہیں کرتے۔

(ب) ھائے سکتہ: ھائے سکتہ جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کو ظاہر کرنے

کیلئے لائی جاتی ہے۔اسے ھائے سکتہ کہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ وقفاً وصلاً ساکن ہوتی ہے۔اس کا کوئی معنیٰ نہیں ہوتا۔ یہ قرآن مجید میں نو مقام پر آئی ہے۔جیسے: لَمْ یَتَسَنَّهْ (سورۃ البقرہ) فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (سورۃ الانعام) كِتَابِيَهْ دو حِسَابِيَهْ دو سُلْطَانِيَهْ ایک مَاهِيَهْ ایک یہ چھ (سورۃ الحاقہ) میں ہیں۔مَاهِيَهْ (سورۃ القارعہ)

(ج) ھائے ضمیر کی تعریف: کلام میں کسی اسم ظاہر کو دوبارہ بیان کرنا مقصود ہوتو اِختِصَار فِی الْکَلام کیلئے اسم کی بجائے ایک، ہ لائی جاتی ہے۔اس سے واحد مذکّر غائب کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔بمعنیٰ اس جیسے مَالُهٗ اس کا مال

ھائے ضمیر کے قواعد

ھائے ضمیر مکسور: ھائے ضمیر کا ماقبل اگر کسرہ ہو یا ی ساکن ہوتو ھائے ضمیر مکسور پڑھی جائے گی۔جیسے بِهٖ، لِاَبِيْهِ، فِيْهِ مگر پانچ کلمات اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔

دو جگہ مضموم ہے: جیسے: (۱) وَمَا اَنْسَانِيْهُ (سورۃ الکھف)

(۲) عَلَيْهُ اللّٰهَ (سورۃ الفتح)

تین جگہ ساکن ہے: جیسے: (۱) اَرْجِهْ (سورۃ الاعراف)

(۲) اَرْجِهْ (سورۃ الشعرائ)　　(۳) فَاَلْقِهْ (سورۃ النمل)

ھائے ضمیر مضموم: ھائے ضمیر کا ماقبل اگر کسرہ یا ی ساکنہ نہ ہوتو ھائے ضمیر مضموم پڑھی جائے گی۔جیسے لَهٗ، نَزَّلَهٗ، رَسُوْلُهٗ، تُبْدُوْهُ، اَخَاهُ مگر ایک کلمہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ جیسے وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِکَ

اشباع کا قاعدہ: اور جب ھائے ضمیر کا ماقبل اور مابعد دونوں متحرک ہوں تو پھر ھائے ضمیر صلہ یعنی کھینچ کر پڑھی جائے گی۔ اس کے بعد واوٗ مدّہ اور یائے مدّہ کی آواز پیدا ہوگی۔ جیسے: مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ، فَاِنَّهٗ، نَزَّلَهٗ

مگر ایک کلمہ اس قاعدے سے مستثنٰی ہے۔ جیسے: یَرْضَهُ لَكُمْ (سورۃ الزمر)

عدم اشباع کا قاعدہ: اور جب ھائے ضمیر کا ماقبل یا مابعد حرف ساکن ہو تو ضمیر کا صلہ نہ ہوگا۔ جیسے: مِنْهُ اٰیٰتٌ، وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ، وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ مگر ایک کلمہ اس قاعدے سے مستثنٰی ہے۔ جیسے: فِیْهٖ مُهَانًا (سورۃ الفرقان)

پندرھواں درس

وقف کا بیان

وقف: وقف کا لغوی معنی ہے ٹھہرنا، رُکنا۔ اصطلاح قُرّاء میں کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے کچھ دیر کیلئے سانس اور آواز توڑ کر ٹھہرنا۔ متحرک کو ساکن کر دینا، دو زبر کو الف سے بدل دینا، اور گول تاء کو، ہ ساکنہ سے بدل دینا۔

وقف کی دو اقسام ہیں　(۱) کیفیّت وقف　(۲) محلِّ وقف

(۱) کیفیّت وقف یعنی کلمہ پر وقف کس طرح کریں۔

کیفیّت وقف کی چار اقسام ہیں۔

(۱) وقف بِالِاسْکان　(۲) وقف بِالرَّوم　(۳) وقف بِالْاِشمام　(۴) وقف بِالْاِبْدَال

(۱) وقف بِالاِسْکان: موقوف علیہ اگر متحرک ہے تو اس کو مکمل ساکن کر دیا جاتا ہے۔ یہ وقف تینوں حرکتوں زیر، دوزیر، زبر، پیش اور دوپیش پر ہوتا ہے۔

جیسے: اَلْعٰلَمِیْنَ، یَعْلَمُوْنَ، عَلِیْمٌ

(۲) وقف بِالرَّوم: اس میں موقوف علیہ کے آخری حرف کی حرکت کا تیسرا حصّہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ وقف صرف دوحرکتوں زیر، دوزیر، پیش اور دوپیش پر ہوتا ہے۔ (جبکہ پیش اصلی ہو) جیسے: یَوْمِ الدِّیْنِ، الثَّاقِبُ، شَیْئٍ عَلِیْمٌ

نوٹ: دوزیر اور دوپیش کی تنوین پر جب وقف بالرّوم کرتے ہیں تو ایک زیر یا ایک پیش کا تیسرا حصّہ پڑھا جاتا ہے۔ اور اس طرح کی صورت میں تنوین ختم ہو جاتی ہے۔

فائدہ: وقف بِالرَّوم عارضی حرکت پر نہیں ہوتا۔ جیسے اَنْذِرِ النَّاس کی اَنْذِرْ پر وقف بالرّوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اَنْذِرْ کی راء عارضی طور پر مکسور ہوئی ہے۔

وقف بِالاِشْمام: موقوف علیہ کے آخری حرف کو ساکن کرتے ہوئے ہونٹوں کو گول کر کے ضمّہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ وقف بِالاِشمام ایک پیش یا دوپیش پر ہوتا ہے۔

جیسے: نَسْتَعِیْنُ، غَفُوْرٌ

نوٹ: وقف بِالاِشمام عارضی حرکت پر نہیں ہوتا۔ جیسے عَصَوُا الرَّسُوْلَ کی عَصَوْ پر وقف کریں تو واؤ پر اشمام کے ساتھ وقف نہیں کیا جاتا۔

فائدہ: استاد مجود کو چاہئے کہ وقف بِالرّوم اور وقف بِالاِشمام کی ادائیگی خود سکھائے۔

وقف بِالابدال: کلمہ موقوف علیہ کا آخری حرف اگر گول تاء یا دوزبر کی تنوین ہے۔تو گول تاء کو ھائے ساکنہ سے اور دوزبر کو الف مدہ سے بدل دیں گے۔

جیسے: اَفْوَاجًا، خَلِیْفَةً، قُدْرَةٌ، خَبِیْرًا

(۲) محلِّ وقف: یعنی وقف کہاں کریں۔

محلِّ وقف کی چار اقسام ہیں۔(۱)وقف تام (۲)وقف کافی (۳)وقف حسن (۴)وقف قبیح

(۱) وقف تام: ایسی جگہ وقف کرنا کہ جس سے موقوف علیہ کا مابعد سے کوئی لفظی یا معنوی تعلق نہ ہو۔ جیسے: هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ٥

(۲) وقف کافی: ایسی جگہ وقف کرنا کہ جس سے موقوف علیہ کا مابعد سے معنوی تعلق ہو اور لفظی تعلق نہ ہو۔ جیسے: مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ، هُمْ یُوْقِنُوْنَ

وقف تام اور وقف کافی کا حکم یہ ہے کہ ماقبل سے اعادہ نہیں بلکہ مابعد سے ابتداء کی جائے۔

(۳) وقف حسن: ایسی جگہ وقف کیا جائے جس سے موقوف علیہ کا مابعد سے تعلق لفظی ومعنوی دونوں ہوں۔اور مفہوم واضح ہو۔ جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر وقف کرنا وقف حسن ہے

(۴) وقف قبیح: ایسی جگہ وقف کیا جائے جس سے موقوف علیہ کا مابعد سے تعلق لفظی ومعنوی دونوں ہوں۔لیکن مفہوم واضح نہ ہو۔ یہ وقف اضطراری حالت میں کیا جاتا ہے۔

جیسے: اِیَّاکَ اور مٰلِکِ پر وقف کرنا یہ وقف قبیح ہے۔دوبارہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے اعادہ کریں گے۔

ایک دوسرے اعتبار سے وقف کی چار اقسام

وقف اختیاری: یعنی قاری اپنی مرضی سے لفظی اور معنوی تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے ٹھہرے۔

وقف اضطراری: سانس کی کمی یا کھانسی وغیرہ کی وجہ سے مجبورًا ٹھہرا۔

وقف اختباری: استاد نے شاگرد کو امتحانًا ٹھہرا دیا۔

وقف انتظاری: مختلف روایتوں میں پڑھتے ہوئے اور مختلف روایتوں کی تکمیل کرتے ہوئے کسی کلمہ پر ٹھہرنا۔

اِعادہ: وقف کی طرح اِعادہ کی بھی چار اقسام ہیں۔ تام، کافی، حسن، اور قبیح۔

علّامہ جزری علیہ الرّحمۃ نے مُقَدِّمَۃُ الْجَزَرِیَّۃ میں فرمایا۔

وَلَیْسَ فِیْ الْقُرآنِ مِنْ وَّقْفٍ وَّجَبْ　　　وَلَا حَرَامٍ غَیْرُ مَالَہٗ سَبَبْ

ترجمہ: قرآن مجید میں کوئی وقف واجب یا حرام نہیں ہے تاوقتیکہ اس کیلئے کوئی سبب نہ پایا جائے۔

علاماتِ وقف

محل وقف کی صحیح پہچان عربی سے ناواقف حضرات کیلئے چونکہ مشکل ہے۔ لہذا علماء کرام اور قراء عظام نے انہیں کی سہولت کیلئے علاماتِ وقف قرآن کریم میں لگا دی ہیں۔ انہیں اِن پر عمل کرنا چاہئے۔

علامت اوقاف معتبرہ پانچ ہیں۔ اور وہ بالترتیب اس طرح ہیں۔

O: یہ دائرہ آیت کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا سُنّت ہے۔

م: یہ علامت وقف لازم کی طرف اشارہ ہے۔اس علامت پر ضرور ٹھہرنا چاہئے۔ ورنہ احتمال ہے کہ معنیٰ بدل جائے۔

ط: یہ علامت وقف مطلق کیلئے اشارہ ہے۔اس علامت پر ٹھہرنا بہتر ہے۔

ج: یہ وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا یا نہ ٹھہرنا برابر ہے۔ چاہئے ٹھہرے یا نہ ٹھہرے۔

ز: یہ علامت وقف مجوز کی ہے۔ اگر یہاں ٹھہرا جائے تو بھی جائز ہے۔

ان مذکورہ پانچ علامات وقف میں سے کسی پر بھی اگر وقف کیا جائے تو آگے سے ابتداء کی جائے گی۔ اَعادہ کی ضرورت نہیں۔

لا: اس علامت وقف پر ٹھہرنا جائز نہیں ہے۔

سکتہ کا بیان

سکتہ کا لغوی معنیٰ ہے ٹھہرنا۔ اصطلاح قرّاء میں کسی کلمہ کے آخری حرف پر سانس کو جاری رکھتے ہوئے تھوڑی دیر کیلئے ٹھہرنا، اسے سکتہ کہتے ہیں۔ روایت حفصؒ میں پورے قرآن کریم میں معنیٰ کے اعتبار سے چار مقامات پر سکتہ ہے اور عدم سکتہ بھی جائز ہے۔

(۱) عِوَجًا سکتہ ۵ قَیِّمًا (سورۃ الکھف) (۲) مِنۡ مَّرۡقَدِنَا سکتہ هٰذَا ۵ (سورۃ یٰسین)

(۳) وَقِیۡلَ مَنۡ سکتہ رَاقٍ (سورۃ القیامہ) (۴) کَلَّا بَلۡ سکتہ رَانَ ۵ (سورۃ المطففین)

اور مَنۡ رَاقٍ اور بَلۡ رَانَ میں سکتہ کی وجہ سے ادغام نہیں کیا جاتا۔ اگر ادغام کیا جائے تو پھر سکتہ نہیں ہوگا۔

فائدہ: قرآن مجید میں ان کے علاوہ بھی روایت حفصؒ میں سکتہ کے چند مقامات ہیں۔

قطع کا بیان

قطع کا لغوی معنیٰ ہے کاٹنا۔ تلاوت جاری رکھتے ہوئے آیت پر ٹھہرنے کو وقف کہتے ہیں۔ اور تلاوت کے اختتام پر آخری آیت پر ٹھہرنے کو قطع کہتے ہیں۔

سولھواں درس

رسم الخط کا بیان

وقف تابع رسم الخط کے ہے۔ یعنی جس طرح کلمہ لکھا گیا ہو، وقف میں اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔ جیسے اَنَا کو ملا کر پڑھیں تو الف نہیں پڑھا جاتا اور اگر الف پر وقف کریں تو پھر رسم الخط کے مطابق الف پڑھا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل قرآنی کلمات میں الف لکھا ہوا ہے، لیکن ان کلمات میں الف کسی حالت میں پڑھا نہیں جاتا جیسے

اَوْ یَعْفُوَا	سورۃ البقرہ	نَبْلُوَا	سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اَنْ تَبُوْئَا	سورۃ المائدہ	لِیَرْبُوَا	سورۃ الروم
لِتَتْلُوَا	سورۃ الرعد	قَوَارِیْرَا، دوسرا	سورۃ الدھر
لَنْ نَدْعُوَا	سورۃ الکھف	ثَمُوْدَا	سورۃ الفرقان، ھود، نجم،
لِیَبْلُوَا	سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		عنکبوت، چار مقامات پر

اسی طرح مندرجہ ذیل قرآنی کلمات میں الف وقف میں پڑھا جاتا ہے۔ مگر وصل میں نہیں جیسے اَنَاْ جہاں بھی آئے (ضمیر واحد متکلم) اَلظُّنُوْنَاْ سورۃ الاحزاب

لٰکِنَّاْ	سورۃالکھف	قَوَارِیْرَاْ (پہلا)	سورۃالدھر
اَلرَّسُوْلَاْ	سورۃلاحزاب	سَلٰسِلَاْ	سورۃالدھر
اَلسَّبِیْلَاْ	سورۃالاحزاب		

مندرجہ ذیل کلمات قرآنی میں الف مرسوم ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ جیسے

لَااِلَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ	سورۃآل عمران	مَلَائِہٖ	سورۃالبقرہ
اَوْلَااَذْبَحَنَّہٗ	سورۃالنمل	نَبَایِٔ	سورۃالانعام
لَااَنْتُمْ اَشَدُّ	سورۃالحشر	لِشَایْءٍ	سورۃالکھف
وَلَااَوْضَعُوْا	سورۃالتوبہ	اَفَائِنْ مَّاتَ	سورۃآل عمران
لَااِلَی الْجَحِیْمِ	سورۃالصّٰفّٰت		

قرآن مجید میں چار کلمات میں ص کے اوپر س لکھا ہوتا ہے۔ جیسے

یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ	سورۃ البقرہ	اَمْ ھُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْن	سورۃ الطور
فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَۃً	سورۃ الاعراف	بِمُصَۜیْطِرٍ	سورۃ الغاشیہ

روایت حفصؒ میں بطریقِ شاطبیّہ ان کو پڑھنے کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے دونوں کلمات میں صرف سین پڑھیں گے۔ تیسرے میں ص اور س دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ چوتھے میں صرف ص ہی پڑھا جائے گا۔ قرآن مجید میں ان چار کلمات کو ص اور س کے پڑھنے میں قراء سبعہ کا اختلاف ہے۔ ان کلمات کا قاعدہ یہ ہے کہ اصل سین سے ہے اور رسم الخط میں یہ ص کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ بعض قراء جو س سے پڑھتے ہیں، ان کی قرأت اصل سے نکلتی ہے۔ اور وہ قراء جو ص سے پڑھتے ہیں ان کی قرأت رسم الخط سے ظاہر ہوتی ہے۔

نوٹ: قرآن کریم میں دو مقامات پر نونِ خفیفہ آیا ہے جو اصل میں نون ساکن ہے۔ مگر نون تنوین سے بدل کر لکھا ہے جیسے:

وَلَیَکُوْنًامِّنَ الصّٰغِرِیْنَ سورۃ یوسف لَنَسْفَعًام بِالنَّاصِیَۃِ سورۃ العلق

اگر وَلَیَکُوْنًا اور لَنَسْفَعًا پر وقف کریں، تو الف پڑھیں گے۔ یعنی دوزبر کی تنوین کو الف سے بدل دیں گے۔

کلمہ مقطوع وموصول کی تشریح

مقطوع: ایک کلمہ دوسرے کلمہ سے علیحدہ لکھا ہوا ہو۔ جسے فَمَالِ ھٰٓؤُلَآءِ اور فَمَالِ الَّذِیْنَ میں لام جو حرف جار ہے۔ اس پر بوقت ضرورت وقف جائز ہے۔

موصول: ایک کلمہ دوسرے کلمہ سے ملا کر لکھا ہو، اسے موصول کہتے ہیں۔ جیسے دَعْوٰھُمْ میں دَعْوٰ پر وقف جائز نہیں ھُمْ پر وقف کریں گے۔

تکبیرات کا بیان

قرآن مجید کے ختم کے وقت سورۃ والضّحٰی تا سورۃ النَّاس سورتوں کے آخر میں تکبیرات یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ o پڑھنا مسنون و بابرکت ہے۔ اور روایۃً وسندًا ثابت ہے۔ کچھ عرصہ کیلئے حضور ﷺ پر وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ جس پر کفّارِ مکہ نے حضور ﷺ کو طعنے دینا شروع کر دیے تھے، کہ معاذ اللہ محمد ﷺ کو اس کے ربّ نے چھوڑ دیا ہے۔ اور آپ سے ناراض ہو گیا ہے۔ اس لئے اب وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ جس پر حضور ﷺ غمزدہ ہو گئے۔ کچھ ایّام کے بعد خداوند کریم نے جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصلی شکل میں بھیجا۔ اور جبرائیل علیہ السلام سورۃ والضُّحٰی لے کر آئے اور حضور ﷺ کو سنائی۔ جب آخر سورۃ پر پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرطِ مسرت میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ فرمایا۔ انقطاعِ وحی کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ۱۲ دن یا ۱۵ دن یا چالیس دن۔

الحال والمرتحل کا بیان

یعنی منزل پر پہنچے کے بعد فوراً دوبارہ سفر کی تیاری کرنا۔ حضور پرنور ﷺ جب بھی قرآن مجید ختم کرتے تو ساتھ ہی سورۃ النّاس کے بعد سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ اَلْمُفْلِحُوْنَ تک تلاوت فرما کر قرآن مجید کا دوبارہ آغاز فرماتے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ اس طریقہ پر قرآن مجید ختم کرنا مستحب، افضل اور نہایت ہی پسندیدہ ہے۔

تلاوت کے عیوب

اسم	معنیٰ	حکم
تطریب	مد اصلی کو حد سے زیادہ لمبا کرنا	مکروہ
زمزمہ	قرآن مجید کو گیت کے طور پر پڑھنا (تجوید کے ساتھ)	مکروہ
ترقیص	قرآن مجید کو گیت کے طور پڑھنا (بغیر تجوید کے)	حرام
تطنین	گنگنی آواز سے ناک میں پڑھنا	حرام
تعویق	کلمہ کے درمیان میں وقف کرنا اور بعد سے ابتداء کرنا	حرام
ھمھمہ	مخفف کو مشدد یا مشدد کو مخفف کرنا	حرام
تنفیش	حرکات کو پورا ادا نہ کرنا	مکروہ
تمضیغ	حروف کو چبا چبا کر پڑھنا	مکروہ
وثبہ	پہلا حرف نامکمل چھوڑ کر دوسرا حرف شروع کر دینا	مکروہ

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

فقیر اگرچہ "تَعْلِیمُ التَّجْوِیْدِ" تالیف کرنے سے بہت خوش ہے، لیکن انسان غَلَطی وخطاء کا پُتلا ہے۔ ممکن ہے احقر اپنی عملی کوتاہی اور کم فہمی کی وجہ سے کسی غَلَطی کا مرتکب ہو گیا ہو۔ اس صورت میں احقر خداوند کریم سے بطفیل نبی کریم ﷺ مغفرت چاہتا ہے۔ اور علماء تجوید سے رہنمائی کی استدعا کرتا ہے۔

چو با حبیب نشینی وبادہ پیمائی به یاد آر حریفاں بادہ پیمارا

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؏

طالب دُعا: خادم القرآن فَقِیر مُحَمَّد اقبال سیالوی